﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائيل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

قائم مقام ایڈیٹر: عبدالباسط شاھد

جلد16 | جمعۃ المبارک06/مارچ 2009ء | 09/ربیع الاول1430ہجری قمری ❁ 06/امان 1388ہجری شمسی | شمارہ 10

خلیفہ خدا بناتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا:

مَیں ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر مَیں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ خدا ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدا کی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہوسکے گی۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف حدیث نمبر6677)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔

قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔

’’قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے۔ اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ191)

’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 191)

’’قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑا ٹکڑا کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے‘‘۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 3صفحہ 308-309)

’’مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے‘‘۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11صفحہ 345)

پاکستان کے حالات کے بارہ میں دعا کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 27/فروری 2009ء میں پاکستان کے حالات کے بارہ میں دعا کی خصوصی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’آج کل خاص طور پر پاکستان کے جو حالات ہیں پاکستانیوں کو بھی (اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کی دعا) خاص طور پر کرنی چاہئے۔ مخالفت میں تو بڑھے ہوئے ہیں، لیکن اس وجہ سے یہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھول چکے ہیں۔ یقیناً بھولنا تھا اسی وجہ سے مشکل میں بھی گرفتار ہوئے ہوئے ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ کیا حالات ہو رہے ہیں کیا ان کے ساتھ ہو رہا ہے اور کیا ان کے ساتھ آئندہ ہونے والا ہے اور جب تک یہ ہدایت کی طرف قدم نہیں بڑھائیں گے یہ حالات چلتے چلے جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ رحم کرے اس ملک پر بھی اور اس قوم پر بھی۔ ان کے لئے بڑے درد دل سے دعا کریں‘‘۔

تمام احمدیوں، خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق التزام واہتمام سے پاکستان کے حالات کی بہتری کے لئے دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔

اداریہ

’’نیکی کو سنوار کر ادا کرو‘‘

نماز اور عبادت ایک مومن کی روحانی زندگی کے لئے اسی طرح ضروری اور لازمی ہے جس طرح جسمانی زندگی کے لئے ہوا اور پانی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک مومن اور کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے یعنی مومن اپنے ایمان کا ثبوت اور نشان اس صورت میں پا سکتا ہے جب وہ نماز میں باقاعدہ ہو۔ اس لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کی مسجد میں حاضری باقاعدہ ہے تو تم یہ گواہی دے سکتے ہو کہ وہ مومن ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر احمدی کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ پانچ وقتوں کی نماز عمدگی سے ادا کرے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو‘‘۔ (کشتیٔ نوح)

گویا حقیقی مسلمان یا احمدی بننے کے لئے پہلی اور بنیادی شرط یہ ہے کہ نماز اور عبادات سنوار کر ادا کی جاویں۔ اس بات کو پوری طرح سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے طریق کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل ارشاد ہمیشہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہنا چاہئے کہ:

’’نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو‘‘۔

یہ ایسا گُر اور کلیدی امر ہے جس کے بغیر نیکیوں میں ضروری بہتری، عمدگی اور ترقی نہیں ہو سکتی۔ ہر وہ شخص جو بدی اور گناہ سے بیزار نہیں ہوتا اس کے متعلق ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ وہ اس بدی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسی طرح جس کو نیکی کی طرف دلی رغبت اور رجحان نہیں ہوگا وہ کسی بھی ابتلا، آزمائش اور امتحان کے وقت اس نیکی سے محروم ہو سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’خلاصہ یہ کہ اسلام نے چونکہ عبادت کو ایک اجتماعی فعل قرار دیا ہے اور چونکہ اس نے سب قوموں کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اس لئے اس نے دینی عبادت میں ان تمام ہیئتوں کو جمع کر دیا ہے جس کے ذریعہ مختلف اقوام کو ادب و محبت کے اظہار کی عادت ہے اور جو مختلف حالتوں میں مختلف انسانوں کے دل میں عقیدت اور ادب کے جذبات کو ابھار دیتی ہیں اور اس کی نماز ایسی جامع اور کامل ہے کہ اور کسی مذہب کی نماز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے اجتماعی نمازوں کا حکم دیا ہے کیونکہ جب مختلف استعدادوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں تو ایک دوسرے کے قلب کی حالت کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ اور کمزور قوی کی قوت ایمان کو اپنے دل پر تاثیر ڈالتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

چونکہ کبھی کبھی انسان کے دل میں خلوت میں عبادت کا جوش بھی پیدا ہوتا ہے اس لئے اسلام نے فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ تہجد کی نماز ہے اور اس طرح انسان کی اس مخصوص ضرورت کو بھی پورا کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی نماز ان تمام طریقوں کی جامع ہے جو مختلف اقوام کے دلوں میں اس کیفیت کو پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے چلے آئے ہیں جو عبادت کے لئے ضروری ہے اور اس میں ہر قوم، ہر فرد کی قلبی حالت کو درست کرنے اور عبادت کا سچا جذبہ پیدا کرنے کی قوت موجود ہے اور جن ظاہری ہیئتوں کا اختیار کرنا نماز میں لازمی قرار دیا گیا ہے ان سے نماز کی عظمت میں کمی نہیں آتی بلکہ وہ ان کے ذریعہ سے مکمل ہوتی ہے اور دوسری عبادات پر اسے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

ان ظاہری افعال کے علاوہ اسلامی نماز اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید اور تعظیم کے ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو سنگدل سے سنگدل انسان کے دل کو بھی نرم کر دیتی ہے۔ اور اس میں ایسی دعائیں رکھی گئی ہیں جو انسانی فکر کو بہت بلند کر دیتی ہیں اور اس کے مقاصد کو اونچا کر دیتی ہیں اور اس کے جذبات کو نیکی اور تقویٰ کے لئے ابھار دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ بھڑکا دیتی ہیں اور روحانی حصہ نماز کا وہی ہیں اور ان کا دوسری اقوام کی عبادات سے اگر مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں وہی نسبت معلوم ہوتی ہے جیسے سورج کے مقابلہ پر مٹی کا ایک دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اسکے کہ اسلام نے عبادت کو تمام ظاہری دلکشیوں سے خالی رکھا ہے۔ نہ اس وقت گانا ہوتا ہے، نہ باجا ہوتا ہے جیسا کہ عام طور پر دوسری اقوام کی اجتماعی عبادتوں میں ہوتا ہے۔ بلکہ فقط سنجیدگی سے اللہ کے بندے اس کے حضور میں اپنی عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں اور اس کی محبت کی بھیک مانگتے ہیں اور باوجود اس کے کہ نماز ہفتہ میں ایک وقت ادا نہیں کی جاتی جیسا کہ اکثر مذاہب میں ہے بلکہ دن میں کم سے کم پانچ بار پڑھی جاتی ہے مگر پھر بھی اس بے دینی کے زمانہ میں بھی اس قدر مسلمان پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں کہ دوسرے تمام مذاہب کے افراد ملا کر ہفتہ میں ایک دفعہ کی عبادت بھی اس تعداد میں ادا نہیں کرتے۔ یہ نماز کی روحانی کشش کا ایک بیّن ثبوت ہے اور مشاہدہ اس پر گواہ ہے۔

دوسری عبادتگاہوں میں باجے بجتے ہیں، گانے گائے جاتے ہیں، آرام کے لئے کرسیاں اور صوفے مہیا کئے جاتے ہیں اور صرف ہفتہ میں ایک بار بلایا جاتا ہے لیکن لوگ ہیں کہ پھر بھی ان سے دُور بھاگتے ہیں لیکن یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے مخاطب سخت زمین پر سجدہ کرنے کے لئے پانچ وقت مساجد میں شوق سے جمع ہوتے ہیں اور بغیر کسی ظاہری دلکشی اور بغیر کسی مادی آرام کے سامان کے موجود ہونے کے وہ لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں کہ دنیا کی سب نعمتیں اس کے آگے مات ہوتی ہیں اس مشاہدہ کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلامی عبادت صرف چند ظاہری رسوم کا مجموعہ ہے اور اس میں روحانیت کی نسبت جسمانی ہیئتوں کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ علم النفس اس پر شاہد ہے اور تجربہ بتا رہا ہے کہ اسلامی عبادت کی ظاہری شکل صرف ایک برتن کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ اس کا مغز تو وہ پُر معارف مضامین ہیں جو اس میں دہرائے جاتے ہیں اور وہ پُر شوکت دعائیں اور وہ پُر سوز التجائیں ہیں جو اس میں کی جاتی ہیں۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

منزل بھی نگاہوں میں ہے منزل کے نشاں بھی

ہم وارثِ دیں ،وارثِ شمشیر و سناں بھی
پھولوں کی مہک ہیں کبھی شعلوں کی زباں بھی
ہر سمت ہے گو ظلم و تعصب کا دھواں بھی
منزل بھی نگاہوں میں ہے منزل کے نشاں بھی
اے دیکھنے والو ہمیں نفرت سے نہ دیکھو
ہم خاک نشینوں سے ہے تزئینِ جہاں بھی
ہم وہ ہیں کہ دشمن کو بھی دیں دِل سے دعائیں
جو آئے مٹانے اُسے دیں امن واماں بھی
افریقہ کے صحرا میں کِیا ہم نے اجالا
یوروپ کے کلیساؤں میں دی ہم نے اذا ں بھی
الحاد کو للکارا ، سر محفلِ الحاد
تثلیث کے چہرے کو کِیا ہم نے عیاں بھی
ناموسِ محمدؐ پہ کبھی وقت جو آیا
ہم پیش کریں گے اُسے نذرانۂ جاں بھی
کرتے ہیں بہاروں پہ وہ تنقیدِ مسلسل
چہروں پہ لئے پھرتے ہیں جو رنگِ خزاں بھی
توحید کے متوالوں پہ تکفیر کے فتوے
واعظ کا ہے کیا خوب یہ انداز بیاں بھی
اِس راز سے واقف نہیں نفرت کے پجاری
دنیا میں ہے اک چیز محبت کی زباں بھی
مظلوم کی آہوں سے لرز جاتے ہیں افلاک
طوفان اٹھا دیتاہے اک اشکِ رواں بھی
ہم اُن کے ہیں جو اُن کا ہو وہ مٹ نہیں سکتا
ہو دَر پئے آزار اگر سارا جہاں بھی
پچھتائیں گے کل اپنے ہر ایک جور پہ ثاقبؔ
دیتے نہیں جو آج ہمیں اِذنِ فغاں بھی

(ثاقب زیروی)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات ،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر32

مفتیٔ مصر کے لقب کی منسوخی کا مطالبہ

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پر مفتیٔ مصر کے فتویٰ تکفیر پر صرف تنقید ہی نہیں کی گئی بلکہ مشہور و معروف مصری مصنف ڈاکٹر احمد ذکی بک نے مطالبہ کیا کہ ’’مفتیٔ مصر‘‘ کے لقب کو حکومت آئندہ کے لئے منسوخ قرار دیدے۔آپ نے کہا۔

مفتیٔ مصر نے کس حیثیت سے خارجی مسائل اور معاملات میں دخل اندازی کرتے ہوئے وزیر خارجہ پاکستان کے متعلق ’’کفر‘‘ کا فتویٰ صادر کیا ہے؟ اور اسے حق کیا پہنچتا ہے کہ وہ حکومتِ پاکستان سے موصوف کو اس عہدہ جلیلہ سے برطرف کرنے کا مطالبہ کرے جبکہ پاکستان ایک علیحدہ آزاد خود مختار مملکت ہے؟

اس نے ہزار ہا میل دور بیٹھ کر یہ مطالبہ سننے اور سنانے کے بغیر کیا ہے اور اس طرح مذہب کے نام پر سب سے بڑی اسلامی حکومت کی پوزیشن کو نازک بنایا ہے۔مَیں پوچھتا ہوں ’’ومن أعطاه حق الإفتاء؟‘‘ کس شخص نے مفتی کو فتویٰ کا حق دیا ہے اور کس شخص نے مفتی کو مذہب کے نام پر تمام دنیا کے متعلق رائے ظاہر کرنے کی اجازت دی ہے۔کیا مصر ہی صرف ایک اسلامی حکومت ہے اس کے سوا اور کوئی حکومت اسلامی حکومت نہیں ہے؟ اور کیا صرف مفتیٔ مصر ہی دنیا میں ایک مفتی ہے اور اسکے سوا اور کوئی مفتی نہیں ہے؟

وفی أی رجل أفتٰی؟ فی رجل صنع للإسلام والمسلمین مالم یصنعه المفتی ولن یصنعه ولو عاش مثل عمره الحاضر ۔ اس نے کس عظیم المرتبت شخص کے متعلق یہ فتویٰ دیا؟ ہاں اس عظیم شخصیت کے متعلق جس نے اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے وہ کام کیا ہے جو نہ مفتی کر سکا ہے اور نہ آئندہ کر سکے گا خواہ وہ اپنی موجودہ عمر کے برابر بھی زندہ رہے۔

ان تمام وجوہات کی بناء پر ہم مطالبہ کرتے ہیں:۔

اول: ’’مفتی الدیار‘‘ کے لقب کی منسوخی کا۔کیونکہ وہ ایک فرد کی حیثیت سے ’’ڈکٹیٹر شپ‘‘ کی نمائندگی کرتا ہے جس کی دین میں کوئی سند نہیں ہے۔

دوم: مجلس افتاء کے توڑنے کا، ہاں اس مجلس کو مختلف علمی امور کی تحقیقات کے ایسے حلقے میں بدل دیا جائے جس کا فیصلہ نہ تو کسی کو ملزم بنائے اور نہ ہی کسی مسلمان کو کافر ٹھہرائے۔

سوم: ازہر یونیورسٹی کے ایک سو نوجوانوں کو یونیورسٹی سے فراغت کے بعد علومِ جدیدہ کی تحصیل کے لئے دنیا کے ترقی یافتہ علاقوں میں بھیجا جائے تا کہ ازہر یونیورسٹی کو جدید لباس پہنایا جا سکے اور اس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کی تدریس کا بھی انتظام ہو سکے۔ یہ تبدیلی دُوررس نتائج کی حامل ہونی چاہیئے تا کہ ’’الازہر‘‘ علمی لحاظ سے ایک جدید یونیورسٹی کی شکل اختیار کرے جس میں صحیح خطوط پر آزادانہ بحثیں ہوں اور اس طرح دین قرآن کریم اور احادیث نبویؐ کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو اور اسے محض علماء کی سند کی بجائے عقل کی تائید بھی حاصل ہو۔

(اخبار ’’الیوم‘‘ عدد 299 مورخہ 28جون 1952ء بحوالہ روزنامہ ’’الفضل‘‘لاہور 10جولائی 1952ء / 10وفا 1331ہش صفحہ 1)

مفتیٔ مصر کا بیان

مفتیٔ مصر کو مصری پریس اور شخصیتوں کے احتجاج اور مذمت پر اپنے فتویٰ کے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر یہ بیان دینا پڑا:۔

’’إن مانشرلیس بفتوٰی رسمیة و لیس لها رقم فی سجل خاص وإنما هی مجرد حدیث دار فی مجلس خاص یتضمن رأی فضیلته فی هذه المسألة‘‘۔ (أخبار ’’المصری‘‘(23جون 1952ء)

یعنی شائع شدہ بیان سرکاری فتویٰ نہیں ہے اور نہ اس کا اندراج خاص رجسٹر میں ہوا ہے اس کی حیثیت ایک نجی مجلس کی گفتگو سے زیادہ کچھ نہیں اور مسئلہ مذکورہ میں محض ایک شخصی رائے ہے۔

مفتیٔ مصر نے ایک اور بیان میں کہا:

’’إنه فوجئ نشرحدیثه محرفا ومنسوبًا الیه بوصفه الرسمی وباعتباره فتوی صدرت عنه‘‘ (أخبار ’’المصری‘‘ 28جون 1952ء بحوالہ ’’البشریٰ‘‘(حیفا) ذی الحجه 1371 ھ صفحہ 120)

یعنی انہیں یہ جان کر بہت حیرت ہوئی کہ ان کی گفتگو محرف ومبدل کر کے اور فتویٰ ظاہر کر کے شائع کی گئی ہے۔

مفتیٔ مصر کو پنشن دیدی گئی

بالآخر مفتی حسنین محمد مخلوف ریٹائرڈ کر دیئے گئے ۔ اخبار المصور (12/مارچ1954ء) نے لکھا:۔

’’فی الأسبوع الماضی أحیل فضیلة الأستاذ الشیخ حسنین محمد مخلوف مفتی الدیار المصریه إلی المعاش بعد أن أثارأکثر من مشکلة وأکثرمن أزمة۔‘‘

یعنی گزشتہ ہفتہ شیخ حسنین محمد مخلوف کو پنشن دے دی گئی ہے بعد اس کے کہ انہوں نے بہت سی مشکلیں اور مصیبتیں کھڑی کر دی تھیں۔

نیز بتایا:۔

’’ولم تکن فتاوی الأستاذ الشیخ مخلوف عادیة یمر علیها الإنسان مرالکرام بل إن کثیرا منها أثار روائح وعواصف وکان موضع القیل والقال وفی مقدمة هذه الفتاوی...... فتواه فی شان الطائفة القادیانیة‘‘۔

(بحوالہ الفضل 11/ظہور 1343ہش صفحہ 4-5)

یعنی الاستاذ الشیخ مخلوف کے فتاویٰ ایسے معمولی حیثیت کے نہ تھے جن کو انسان بآسانی نظر انداز کر دے بلکہ ان کے اکثر فتوے آندھیاں اٹھانے اور طوفان برپا کرنے کا موجب بنے۔ یہی وجہ ہے کہ ان پر ہر جگہ اعتراضات کی بوچھاڑ کی گئی۔ان قابل اعتراض فتاوٰی میں سرفہرست قادیانی جماعت سے متعلق فتویٰ ہے۔

مصر کے شاہ فاروق کا عبرتناک انجام

الشیخ حسنین محمد مخلوف تو دو سال کے بعد پنشن یاب ہوئے مگر شاہ فاروق کی نسبت خدائے ذوالجلال کا آسمانی فیصلہ اس نام نہاد فتویٰ کے چند دن بعد ہی نافذ ہو گیا یعنی 22-23 جولائی 1952ء کی شب کو مصری افواج نے لیفٹیننٹ جمال عبدالناصر کی قیادت میں بغاوت کر دی۔ مصر وسوڈان کے اس مطلق العنان بادشاہ کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا گیا اور عسکری انقلاب کے بعد جنرل محمد نجیب مصر کے سربراہ مقرر ہوئے۔

جنرل محمد نجیب نے بادشاہ کو معزول اور ملک بدر کرنے کے لئے حسب ذیل اعلامیہ جاری کیا:۔

’’انهٗ نظراً لما لاقته البلاد فی العهد الأخیر من فوضی شاملة عمت جمیع المرافق نتیجة سوء تصرفکم وعبثکم بالدستور وامتهانکم لإرادة الشعب حتی أصبح کل فرد من أفراده لایطمئن علی حیاته أوماله أو کرامته۔

ولقد ساء ت سمعة مصر بین شعوب العالم من تمادیکم فی هذه المسلک حتی أصبح الخونة والمرتشون یجدون فی ظلکم الحمایة والأمن والثراء الفاحش والإسراف الماجن علی حساب الشعب الجائع الفقیرولقد تجلت اٰیة ذالک فی حرب فلسطین وماتبعها من فضائح الأسلحة الفاسدة۔ وماترتب علیها من محاکمات تعرضت لتدخلکم السافر! مما أفسد الحقائق وزعزع الثقة فی العدالة وساعدالخونة علی ترسم هٰذه الخطی۔فأثری من أثری ۔ وفجرمن فجر۔ وکیف لا؟والناس علی دین ملوکهم ! لذلک قد فوضنی الجیش الممثل لقوة الشعب أن أطلب من جلالتکم التنازل عن العرش لسموّ ولی عهدکم الأمیر أحمد فؤاد علی أن یتم ذلک فی موعودغایته الساعة الثانیة عشرمن ظهر الیوم (السبت الوافق ۲۶ یولیو ۱۹۵۲ والرابع من ذی القعدة ۱۳۷۱) ومغادرة البلاد قبل الساعة السادسة من مساء الیوم نفسه والجیش یحمل جلالتکم کل ما یترتب علی عدم النزول علی رغبة الشعب من نتائج۔

فریق (أرکان حرب) محمد نجیب القائد العام للقوات المسلحة الاسکندریة فی یوم ۲۶ یولیو سنة ۱۹۵۲۔‘‘

ترجمہ: ان آخری ایام میں یہ دیکھتے ہوئے کہ ملک میں عام افراتفری پھیل گئی ہے جس نے زندگی کے تمام شعبوں پر اثر ڈالا ہے۔ یہ سب کچھ آپ کے ناجائز تصرف اور آئین کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں ہے۔عوام کی خواہش کو نظر انداز کیا گیا ہے یہاں تک کہ ہر فرد اپنی جان، مال اور عزت کو بھی محفوظ نہیں سمجھتا۔آپ کی بے جا زیادتیوں کی وجہ سے جملہ اقوام عالم میں مصر کے وقار کو نقصان پہنچا ہے۔ آپ کے زیر سایہ خائن، رشوت خور اشخاص ناجائز حمایت بے جا اسراف اور ثروت کا ناجائز اور اندھا دُھند استعمال کرتے ہیں اور یہ سب کچھ مفلس اور غریب مصری عوام کے خزانہ سے ہو رہا ہے ۔ یہ کوائف جنگ فلسطین میں منصّۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ ناقص اسلحہ کی خرید وفروخت کے رُسوا کن واقعات، عدالتوں کے فیصلے جن میں آپ کی شرمناک مداخلت سے حقائق پر پردہ پڑتا رہا، اعتماد اور انصاف کی بے حرمتی ہوئی، مجرموں کے جرائم کے ارتکاب کے لئے حوصلہ افزائی ہوئی، کئی لوگ بے تحاشا دولتمند ہو گئے اور بدکرداری میں حد کر دی ۔ اور ایسے حالات کیوں نہ رونما ہوتے جبکہ عوام اپنے بادشاہوں کی عادات وخصائل کو ہی اختیار کرتے ہیں۔

ان حالات کی وجہ سے فوج نے جو دراصل عوام کے اقتدار کی نمائندہ ہے مجھے اختیار دیا ہے کہ مَیں جلالۃ الملک سے مطالبہ کروں کہ آپ ہفتہ کے دن 26/جولائی 1952ء کو بارہ بجے دوپہر ولی عہد شہزادہ احمد فواد کے حق میں دستبردار ہو جائیں اور اسی روز چھ بجے شام سے پہلے اس ملک کو چھوڑ دیں ورنہ فوج عوام کی خواہش سے انکار کے جملہ نتائج کا ذمہ وار آپ کو قرار دے گی۔

(محمد نجیب کمانڈر انچیف مسلح افواج

(اسکندریہ 26جولائی 1952ء)

مصری حکومت نے سابق شاہ کی تمام جائیداد واملاک پر قبضہ کر لیا اور فاروق کو نوٹس دے دیا گیا کہ وہ اپنی جائیداد میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتے۔اور ان کی تمام خواہشات کو رد کر دیا گیا۔شاہ کی ذاتی ملکیت مصر میں دو لاکھ ایکڑ سے زیادہ تھی اور اس کے علاوہ وہ دو کروڑ پونڈ کی دولت کے مالک تھے جو امریکہ اور سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں جمع تھی۔ شاہی محل میں ایک کمرہ جو قیمتی جواہرات سے لبالب تھا، کئی محلات، قسما قسم کے پھلوں کے باغات، یہ سب کچھ بحقِ سرکار ضبط کر لئے گئے اور شاہ فاروق نے اپنے ہاتھ سے پروانہ معزولی یوں تحریر کیا:۔

’’أمرملکی رقم 25لسنة ۱۹۵۲ نحن فاروق الأول ملک مصروالسودان لما کنا نتطلب الخیر دائمًا لأمتنا، ونبتغی سعادتها ورقیها وکنا نرغب رغبة أکیدة فی تجنیب البلاد المصاعب التی تواجهها فی هٰذه الظروف الدقیقة ونزولا علی إرادة الشعب۔

قررنا النزول عن العرش لولی عهدنا الأمیر أحمد فؤاد وأصدرنا أمرنا بهٰذا إلی حضرة صاحب المقام الرفیع علی ماهر باشا رئیس مجلس الوزراء للعمل بمقتضاه ۔

فاروق

صدر بقصر رأس التین فی ۴ من ذی القعدة سنة ۱۳۷۱۔۲۶یولیوسنة ۱۹۵۲‘‘

(المصور (اکتوبر 1952ء)بحوالہ البشریٰ (حیفا) شمارہ نومبر 1952ء صفحہ 165-166)

(ترجمہ) شاہی فرمان نمبر 65 1952ء ہم ہیں فاروق الاول شاہ مصر وسوڈان۔ چونکہ ہم ہمیشہ اپنی رعایا کی بہبود، خوشحالی اور ترقی کے خواہشمند رہے ہیں اور ہماری یہ انتہائی خواہش رہی ہے کہ ملک کو مشکلات سے ان نازک حالات میں محفوظ رکھا جائے جن سے آجکل وہ دوچار ہے۔ لہٰذا عوامی خواہش کے مطابق ہم نے تختِ شاہی چھوڑنے اور ولی عہد احمد فواد کے حق میں دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔وزیر اعظم علی ماہر پاشا اس سلسلہ میں کارروائی کریں۔

فاروق

رأس التین کے محل سے یہ پروانہ 26/جولائی 1952ء کو جاری کیا گیا

عجیب اتفاق

بعض اخبارات کے بقول محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے خلاف شاہ فاروق نے فتویٰ اس لئے صادر کروایا تھا کیونکہ چوہدری صاحب نے یہ کہا تھا کہ مسلمان حکومتوں کے سربراہوں اور حکمرانوں کا فرض ہے کہ اپنی زندگی میں اسلامی طریقوں کو رواج دیں اور اسلامی قوانین

کی پابندی کریں تا ان کی راستباز زندگی ان کی قوموں کے لئے نمونہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیں کہ اگر حکمران صحیح اسلامی تعالیم پر کاربند نہیں ہوں گے تو ان کی رعایا بھی ان کے ہمرنگ ہو جائے گی۔

اب دیکھیں کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ فاروق کی معزولی کے پروانہ میں جو فرد جرم عائد کی گئی ہے اس میں یہی مذکورہ بالا الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ پروانہ معزولی میں شاہ فاروق کی سیاہ کاریوں کا ذکر کر کے عوام کی اخلاقی و دینی گراوٹ کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور آخر میں نتیجہ مندرجہ ذیل الفاظ میں نکالا ہے کہ:

”ایسے حالات کیوں نہ رونما ہوتے جبکہ عوام اپنے بادشاہوں کی عادات وخصائل کو ہی اختیار کرتے ہیں۔“

شاید شاہ فاروق کو اس وقت سمجھ آ گئی ہو کہ جس عمومی نصیحت سے زچ ہو کر انہوں نے ایک مؤمن کو دائرہ اسلام سے خارج کروانے کی کوشش کی تھی اسی نصیحت کے نہ ماننے کے جرم میں خود انہیں اپنی مملکت کی حدود سے تہی دست ہو کر نکلنا پڑا۔

جلاوطنی کا دردناک منظر

شاید قارئین کرام جاننا چاہیں گے کہ شاہ فاروق کا انجام کیا ہوا؟

شاہ فاروق اپنی معزولی پر دستخط کرنے کے بعد بوقت شام سکندریہ سے اپنے بحری جہاز میں بیٹھ کر اٹلی روانہ ہو گئے جہاں 13 برس تک گمنام زندگی بسر کرنے کے بعد 18/مارچ 1965ء کو اگلے جہان سدھار گئے۔ مصر سے انکی روانگی کا نظارہ نہایت دردانگیز اور عبرتناک تھا۔ ملک کو الوداع کہتے وقت شاہ کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور انہوں نے اپنا چہرہ شرم کے مارے ڈھانپ لیا۔ شاہ اس وقت حسرت و یاس اور مایوسی کی تصویر بنے ہوئے تھے اور زبانِ حال سے حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل حقیقت افروز عربی اشعار کی عملی تصدیق کر رہے تھے کہ ؎

يا مكفري إن العواقب للتقٰى
فانظر مآل الأمر كالعقلاء
إني أراك تميس بالخيلاء
أنسيت يوم الظعن والاسراء
تُب أيها الغالي وتأتي ساعة
تمسي تعض يمينك الشلّاء

(”منن الرحمٰن“ تصنيف 1895ء)

ترجمہ: اے میری تکفیر کرنے والے! عاقبت تو متقی کی ہے پس دانشمندوں کی طرح آخری انجام پر نظر رکھ۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ تو مٹک کر ناز سے چلتا ہے کیا تُو نے کُوچ کے دن اور شام کی روانگی کو بھلا رکھا ہے؟ اے حد سے گزرنے والے توبہ کر!! وہ گھڑی آنے والی ہے کہ تو اپنے شل ہاتھ کو دانتوں سے کاٹے گا۔

مصریوں کا ردّعمل اور تاثرات

شاہ فاروق کی دستبرداری کی خبر مصر ریڈیو نے نشر کی تو ملک بھر میں مسرت و شادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی (نوائے وقت (لاہور) 30 جولائی 1952ء صفحہ 3 کالم 5) حتیٰ کہ برطانیہ میں رہنے والے اکثر مصری باشندوں نے بھی شاہ کا تختہ اُلٹنے پر اظہار مسرت کیا نیز یہ رائے دی کہ شاہ کے خودغرض اور مطلب پرست حواری ہی شاہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر غیر ممالک میں مصر کے وقار کو ٹھیس پہنچانے کا موجب بنے ہیں۔

(زمیندار (لاہور) 3/اگست 1952ء صفحہ 3 کالم 1)

سابق وزیراعظم حسین سری پاشا کے داماد ڈاکٹر محمد ہاشم پاشا نے شاہ فاروق کی پرائیویٹ زندگی کی تفاصیل بے نقاب کیں جن میں ان کی عیش پرستی، رات کی زندگی، سرکاری کام میں مداخلت اور بددیانت افسروں سے میل ملاپ پر روشنی ڈالی۔

(نوائے وقت (لاہور) 3 جولائی 1952ء صفحہ 1)۔

رائل آٹوموبائل کلب کے صدر شہزادہ عباس حلیم (شاہ کے بھتیجے) کے حکم سے کلب کے ان کمروں کو بند کر دیا گیا جن میں شاہ مصریوں کے ساتھ ایک رات میں لاکھوں پاؤنڈ کا جؤا کھیلتے تھے۔

(زمیندار (لاہور) 2/اگست 1952ء صفحہ 1)

وفد پارٹی کے لیڈر مصطفیٰ نحاس پاشا اور سیکرٹری جنرل فواد سراج الدین پاشا نے انکشاف کیا کہ شاہ فاروق وفد پارٹی کو ختم کرنے کیلئے برطانوی استعمار پسندوں کے اشارات پر اخبارات کو مالی امداد دیتے رہے۔

(زمیندار (لاہور) 26/اگست 1952ء صفحہ 1)

اخبار ”المصری“ نے لکھا کہ شاہ فاروق کی بے پروائی اور ان کا تشدد ان کے اس حسرت ناک انجام کا باعث بنے ہیں اور ہمارے سینوں سے ایک بھاری بوجھ اتر گیا ہے۔

”الاخبار“ نے لکھا آج تاریخ کے ظالم اور جابر بادشاہوں کی فہرست میں شاہ فاروق جیسے ظالم اور تنگ دل بادشاہ کا نام بھی شامل ہو گیا ہے۔ فاروق ایک ایسا بادشاہ تھا جس نے اپنے عوام پر بے انصافی، بددیانتی اور تشدد سے حکومت کی جس نے انصاف اور آزادی کو کچلنے کیلئے شہنشاہیت کو تازیانے کے طور پر استعمال کیا اور جس نے مصر پر غلامی اور افلاس کو مسلط کیا۔ شاہ فاروق کو عوام نے تخت چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ ان کی کرتوتوں اور بدعنوانیوں نے انہیں تخت سے محروم کر دیا۔ (نوائے وقت (لاہور) 31/جولائی 1952ء صفحہ 1) (اخبار نوائے وقت (لاہور) نے 12/اگست 1952ء کے پرچہ میں شاہ فاروق کی ملت فروشی اور بدعملی پر ایک خیال افروز مقالہ بھی شائع کیا جو لائقِ مطالعہ ہے۔)

حضرت مہدیٔ موعودؑ کی پیشگوئی

حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت نہیں کہ اس کو محو کر سکے...... وہ فرعون جو موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اس کا کچھ پتہ ہے؟ پس یقیناً سمجھو صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے۔“

(ضمیمہ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 129-128 (تصنیف 1905ء)

؎ مے دہم فرعونیاں را ہر زماں
چوں یدِ بیضائے موسیٰ صد نشاں
زیں نشانہا بدرگاں کو رو کراند
صدنشاں بینند و غافل بگذرند

(تحفہ غزنویہ)

(ترجمہ) مَیں ہر زمانہ میں فرعون صفت لوگوں کو یدِ بیضا جیسے سینکڑوں نشان دکھاتا ہوں مگر بدفطرت لوگ ان نشانوں کی طرف سے اندھے اور بہرے ہیں اور سینکڑوں نشان دیکھ کر بھی غافل رہے ہیں۔

ظفراللہ خان قضیہ فلسطین کے ہیرو

قضیہ فلسطین اور جماعت احمدیہ کی خدمات کے مضمون کے آخر پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی خدمات کے اعتراف، آپ کے خلاف فتوی پر ریویو اور دیگر تفاصیل پر مبنی ایک مشہور عربی شخصیت عبدالحمید الکاتب کے مضمون کے بعض حصے یہاں نقل کر دیئے جائیں جو رسالہ ”العربی“ ماہ جون 1983ء کے شمارہ میں بعنوان ”ظفر الله خان.. بطل قضية فلسطين“ شائع ہوا۔ وہ اس میں لکھتے ہیں:

كان صوت محمد ظفر الله خان، وزير خارجية باكستان حينذاک، والذى كان علما بارزا فى الأمم المتحدة على مدى عشرين سنة، بمواقفه العظيمة فى كل قضيةعربية وإسلامية-- قضية فلسطين، وقضية كشمير، وقضية ارتيريا، وقضية الجزائر-- وكل ما قام وثار من قضايا الشعوب المقهورة۔

وقد توافرت فى ظفرالله خان ثلاث صفات جعلته من أبرز الشخصيات فى الأمم المتحدة-- فكان وراء ه تاريخ حافل فى سياسة بلاده، كما كان خطيبا قديرا ومحاميا فذّا، وكان حجة فى القانون من جانبيه الدولى والإسلامى۔

فأما دوره فى سياسة بلاده فلعله كان ثالث الثلاثة الذين تزعموا حركة إنشاء دولة باكستان ---وأما مقدرته القانونية فقد أهلته فيما بعد ليكون قاضيا فى محكمة العدل الدولية ثم رئيسا لها لسنوات عديدة----

لقد كان مسلما متدينا وكان يؤدى الصلاة فى وقتها فى قاعة صغيرة عند مدخل مبنى الأمم المتحدة۔وهو قديانى المذهب ولكننى أعتقد أنه كان يدين بالإسلام على وجه صحيح سليم۔

أما قدرته فى الخطابة فكانت تشد إليه الأسماع والعقول حتى وهو يرتجل على مدى ست ساعات استغرقت جلستين كاملتين فى مجلس الأمن خطابا عن قضية كشمير وحق أهلها فى تقرير مصيرهم----

أما بطل الدفاع عن مشروع فلسطين الموحدة فكان محمد ظفر الله خان الذى حشد فى دفاعه عن الحق العربى فى فلسطين كل مواهبه ومقدرته الخطابية، والقانونية، والسياسية-- كما كانت خطبه تنبض بروح إسلامية صادقة وبإيمان قوى بأن الشعب الفلسطينى جدير جدارة الشعب الباكستانى وغيره من شعوب العالم بأن يتحرر من الحكم البريطانى، ومن الزحف الصهيونى، على السواء-- وقد كافأته إحدى الحكومات العربية على هذا الدفاع المجيد عن الحق العربى فى فلسطين وعن كل قضية عربية وإسلامية طرحت على الأمم المتحدة فى ذلک الوقت، بأن ألصق به مفتى الديار فى مصر تهمة الخروج على الإسلام، بل تهمة الكفر، والعياذ بالله، لأنه طالما كان يقول فى أحاديثه ومحاضراته أن تدهور أمور المسلمين يرجع إلى تدهور أولى الأمر فيهم--

ولم يرض هذا الكلام ملک مصر حينذاک فصدرت عن المفتى فتواه المشينة-- ولكن الشعب المصرى كان أكثر وفاء وأحسن تقديرا من ملكه ومن مفتيه---

ووقف ظفر الله خان على منصة الجمعية العامة للأمم المتحدة يلقى خطابا يفيض بالمرارة-- ولكنه أيضا ينظر فيه إلى بعيد-- ويتنبأ بما سوف يترتب على هذا القرار من نتائج وعواقب، لن تنجو منها تلک الدول التى تحمست واندفعت لتقيم الدولة اليهودية فوق أنقاض الوطن الفلسطينى-- قال ظفر الله خان فى خطابه المدوى فى ذلک اليوم الحزين:

”تقولون إننا لم نفعل أكثر من أن نأخذ جزءً من فلسطين ليقيم فيه اليهود لأن هذا أمر تقتضيه ”الإنسانية“ تجاه هؤلاء ”المضطهدين“-- لو كان ما تقولونه صدقالقبلتم مقترحاتنا بأن تفتح كل دولة أبوابها لتأوى عددا من اليهود الذين لا وطن لهم ولا مأوى-- ولكنكم جميعا رفضتم۔ أستراليا-- قارة بأكملها-- تقول لا، فإنا بلد صغير المساحة ومزدحمة بالسكان، وكندا تقول لا، فأنا أيضا مساحتى صغيرة وأرضى مكتظة بالسكان۔ والولايات المتحدة، بمثلها الإنسانية العظيمة، وبمساحاتها الشاسعة ومواردها الهائلة تقول: لا ليس هذا هو الحل---

أنصحكم أن تتذكروا الآن أنكم سوف تحتاجون غدا إلى أصدقاء، أنصحكم أن تعرفوا أنكم فى حاجة إلى أصدقاء فى الشرق الأوسط، فلماذا تجعلون من شعوب تلک البلاد أعداء لكم۔ لا تحطموا بأيديكم مصالحكم فى تلک البلاد۔

(العربى العدد ۲۹۵ يونيو ۱۹۸۳ ص ۴۵ إلى ۴۹)

محمد ظفراللہ خان صاحب (جو اُس وقت وزیر خارجہ پاکستان تھے اور اقوام متحدہ میں بیس سال تک ایک مشہور ومعروف شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے رہے) کی آواز ہر عربی اور اسلامی قضیہ میں انکے عظیم الشان مواقف کی وجہ سے نمایاں رہی خواہ وہ فلسطین کا مسئلہ ہو خواہ کشمیر کا، خواہ اریٹیریا کا ہو یا الجزائر کا، یا وہ کسی بھی مصیبت زدہ اور مظلوم اقوام کا مسئلہ ہو۔

ظفراللہ خان صاحب میں تین صفات ایسی تھیں کہ جنکی بدولت وہ اقوام متحدہ میں سب سے نمایاں شخصیت کے مالک بن گئے تھے۔ آپ کی ملکی سیاست میں کام کرنے کی ایک لمبی تاریخ تھی۔ نیز آپ ایک قادرالکلام خطیب اور بے مثال وکیل تھے، اسی طرح عالمی اور اسلامی قوانین پر دسترس اور عبور رکھنے کی وجہ سے آپ ان دونوں قوانین میں ایک معتبر حوالہ متصور ہوتے تھے۔

لیکن جہاں تک آپ کے اپنے ملک کی سیاست میں کردار کا تعلق ہے ہے تو شاید آپ ان تین اہم شخصیات میں سے ایک تھے جنہوں نے قیامِ پاکستان کی تحریک کی قیادت کی......اور جہاں تک آپ کی قانونی مقدرت کا تعلق ہے تو اسکا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسکی وجہ سے بعد میں آپ عالمی عدالت انصاف کے جج اور پھر کئی سالوں تک اس کے صدر بننے کے اہل قرار پائے۔......آپ ایک متدین مسلمان تھے، اور اقوام متحدہ کی بلڈنگ کے دروازے کے ساتھ ایک چھوٹے سے کمرے میں وقت کی پابندی کے ساتھ نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ آپ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ آپ حقیقی اور صحیح معنوں میں دین اسلام پر کاربند تھے۔

جہاں تک آپ کی قوت خطابت کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ چھ گھنٹوں تک مسئلہ کشمیر اور کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے موضوع پر مسلسل خطاب فرماتے رہے اور حاضرین پوری توجہ کے ساتھ ہمہ تن گوش رہے، اس خطاب کو سننے کے لئے سلامتی کونسل میں دو نشستیں مخصوص کرنی پڑیں۔

محمد ظفراللہ خان ہی وہ شخص ہے کہ جو فلسطین کے حق کے دفاع میں مرد میدان ثابت ہوا۔ اس نے فلسطین کے بارہ میں عربوں کے حقوق کے دفاع میں خدا کی طرف سے ودیعت کی گئی خطابی مقدرت اور قانون و سیاست میں مہارت کے ہر جوہر کو آزمایا۔ اس سلسلہ میں آپ کے خطابات حقیقی اسلامی روح سے معمور تھے اور اس یقین سے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

”اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ“ کی پُرمغز، روح پرور تشریح

مسلمانوں کی کمزور حالت کی بہتری اور مسلمان ممالک کے عزت و وقار کے بحال کرنے کا واحد حل اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کرنا ہے۔

مومن ہمیشہ روحانی ترقیات کے حصول کی کوشش جاری رکھتا ہے۔

دعا سے ہی خدائے رحمان کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

ایک خوفناک تباہی اور آفت آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت، اُمّت مسلمہ اور تمام انسانیت کو محفوظ رکھے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 13/فروری 2008ء بمطابق 13/تبلیغ 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں یہ وضاحت کی تھی کہ اس دعا میں مسیح موعودؑ کی بعثت کی پیشگوئی بھی ہے۔ اس میں محمدی سلسلہ سے ہی مسیح موعود کے پیدا ہونے کی پیشگوئی بھی ہے۔ اور اس میں امام الزمان کو قبول کرنے کا حکم بھی ہے اور مسلمانوں کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کی کمزور حالت کی بہتری اور مسلمان ممالک کے عزت و وقار کے بحال کرنے کے لئے اور قائم کرنے کے لئے یہی ایک واحد حل اور راستہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو قبول کرلیں۔ اللہ کرے کہ اس حقیقت کو سمجھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کے حوالہ سے ہماری روحانی اور مادی ترقی کے لئے جو ہدایات فرمائی ہیں آج مَیں اُن میں سے چند ایک آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ اندازہ ہو کہ اس دعا میں کتنی وسعت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ہمارا مطمح نظر کیا ہونا چاہئے؟ اپنی حالتوں کی درستی اور ہر لحاظ سے ترقیات کے لئے ہمیں کیا کچھ کرنا چاہئے، ہمیں کس طرح دعائیں مانگنی چاہئیں۔ بہرحال اقتباسات تو مَیں پیش کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے چند باتیں اسی ضمن میں کرنا چاہتا ہوں تا کہ مزید وضاحت ہو جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ھُدٰی کے معانی کا خلاصہ جو مختلف لغات سے اخذ کیا ہے اور وہ اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے اس میں تین باتیں بیان فرمائی ہیں کہ راستہ دکھانا، راستے تک پہنچانا اور آگے چل کر منزل مقصود تک پہنچانا۔ اب راستہ دکھانا اور راستے تک پہنچانا ایک چیز نہیں ہے۔ بظاہر ایک چیز لگ رہی ہے۔ راستہ آدمی دُور کھڑے ہو کر دکھا دیتا ہے کہ یہ راستہ فلاں جگہ تک جاتا ہے اور راستے تک پہنچانا یہ ہے کہ اس راستے پر چھوڑ کے آنا جو اس منزل تک لے جاتا ہے اور پھر یہ کہ اس راستے پر ساتھ چل کے اس منزل تک پہنچانا۔ یہ اس کے معانی ہیں اور قرآن کریم میں بھی اس حوالے سے مختلف آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا ذکر فرمایا ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا میں ہم اس حوالے سے دعا مانگتے ہیں اور مانگنی چاہئے کہ اے اللہ! تُو ہمیں ایسے راستے پر چلا، اس طرح ہماری راہنمائی فرما جو اچھا راستہ بھی ہو۔ نیکی کی طرف لے جانے والا راستہ بھی ہو اور پھر ہم اس پر چل کر نیکی کو حاصل بھی کرلیں۔ صرف راستے کی نشاندہی نہ ہو جائے بلکہ ہم اس پر چلتے رہیں اور نیکی کو حاصل بھی کرلیں۔ اور پھر یہ کہ اپنے اس مقصود کو یعنی نیکی کو جلدی حاصل کرلیں اور اس کے بعد پھر مزید اگلے رستوں پر چلنا شروع کردیں۔

پس اس دُعا کے ساتھ انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتا۔ ایک مومن کبھی تسلّی پکڑ کر نہیں بیٹھ سکتا۔ بلکہ کوشش کرے گا کہ ہمیشہ روحانیت میں بھی آگے بڑھے اور دنیاوی ترقیات میں بھی نئی منزلیں حاصل کرے۔ دنیاوی ترقیات میں تو ہم عموماً آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بڑی شدید کوشش کر رہے ہوتے ہیں لیکن روحانیت میں اس لحاظ سے کوشش نہیں ہو رہی ہوتی۔ بہرحال اس دعا میں روحانی بھی اور مادی بھی دونوں طرح کی کوششوں کا ذکر ہے۔ دوسرے اس دعا میں رہبانیت کا بھی ردّ ہے۔ جو کہتے ہیں کہ فقیر بن گئے، علیحدہ ہو گئے، دنیا سے کٹ گئے اس کا بھی ردّ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے تو پیدا کر کے ساتھ ہی اپنی بے شمار نعمتیں بھی پیدا کی ہیں۔ اس دعا میں ان کے حصول کی کوشش کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جو ساری نعمتیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کی ہیں جو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے۔ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ دنیا سے کٹ جایا جائے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا دنیاوی میدان کے علم و معرفت میں ترقی کی دعا بھی ہے۔ روحانی میدان میں آگے بڑھتے چلے جانے کی اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے لئے بھی یہ دعا ہے اور ہدایت کیونکہ صرف خدا تعالیٰ ہی دے سکتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَالْهُدٰى (البقرۃ:121) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اس لئے یہ دعا بھی سکھائی کہ کسی بھی معاملے میں ہدایت حاصل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہمیں سیدھے راستے پر ہدایت دے۔ ہر چیز جو مانگی جا رہی ہے اس کے لئے جو راستے معین ہیں ان کی طرف ہدایت دے تا کہ ہم ان پر صحیح طرح چل بھی سکیں، ان کو حاصل بھی کرسکیں اور نہ صرف حاصل کرسکیں بلکہ جلد از جلد حاصل کرسکیں۔ تو یہ دُعا ترقی کے حصول کے لئے ابھارتی رہتی ہے۔ کیونکہ اس دُعا کے ساتھ ایک انسان اللہ تعالیٰ

سے یہ کہتا ہے کہ مجھے ایسے راستے پر چلا جہاں میرے تمام کام جائز ذرائع سے ہی ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے ایک منزل پر پہنچ جاؤں تو اگلی منزل کی طرف راہنمائی فرما تا کہ بغیر وقت کے ضیاع کے اگلی منزلوں کی طرف بھی رواں دواں ہو جاؤں اور منزلوں پر منزلیں طے کرتا چلا جاؤں۔

یہاں ایک بات اور واضح کرنی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِھْدِنَا کی دعا سکھائی ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کہ ہمیں صحیح رستے پر چلا۔ بے شک انسان اپنی ذاتی ترقی کے لئے بھی دعا مانگتا ہے لیکن جب ایک جماعت میں شامل ہو گئے تو ہماری سوچوں اور دعاؤں کے دھارے جماعت کو سامنے رکھ کر بھی ہونے چاہئیں۔ اس لئے جب آپ یہ دعا کر رہے ہوں گے تو ذاتی کمزوریاں دور کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ جب یہ تصور کر کے دعا مانگی جائے گی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم ہمیں سیدھے راستے پر اور کامیابی کے راستے پر اور جلد منزلیں حاصل کرتے چلے جانے والے راستے پر چلا تو اپنا جائزہ بھی انسان لے گا کہ مَیں بحیثیت فرد جماعت اس میں کیا کردار ادا کر رہا ہوں۔ مَیں نے اپنی روحانیت کو کس حد تک بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ حقوق العباد کی ادئیگی کی کس حد تک کوشش کی ہے جب ہم اللہ تعالیٰ سے 'ہمیں ہدایت کے راستے دکھا' کی دعا مانگتے ہیں تو پھر ذاتی رنجشیں کیسی؟ ہم نے تو مل کر ان راستوں پر چلنا ہے جہاں ذاتی فائدے بھی حاصل ہو رہے ہوں اور جماعت کی ترقی کے لئے بھی اور اس کی مضبوطی کے لئے بھی کوششیں ہو رہی ہوں۔ ہمیں اپنی روحانی حالتوں کی بہتری کے سامان کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہو رہی ہو۔ اپنی علمی حالتوں کی بہتری کی طرف بھی توجہ پیدا ہو رہی ہو اور اپنی عملی حالتوں کی بہتری کی طرف بھی توجہ پیدا ہو رہی ہو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ترقی اور ہدایت کے راستے کھولتا چلا جاتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی (سورۃ محمد:18) یعنی اور وہ لوگ جو ہدایت پاتے ہیں اللہ ان کو ہدایت میں زیادہ کرتا جاتا ہے۔

پس نیکیوں پر قائم رہنے، استقامت دکھانے، اللہ تعالیٰ سے مزید ہدایت کی دعا مانگتے رہنے سے ذاتی روحانی ترقی بھی ہے اور جماعتی روحانی ترقی بھی ہے اور دونوں حالتوں میں ہر قسم کی مادی ترقی بھی ہے۔ پس یہ دعا کوئی معمولی دعا نہیں ہے جو ہم نماز میں تکرار سے پڑھتے ہیں۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں، بلکہ دل سے نکلی ہوئی یہ دعائیں اگر ہوں تو پھر یہی کامیابیوں کے نئے سے نئے راستے کھولتی چلی جاتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے مختلف مضامین کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔

آپؑ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ یہ دعا لوگوں کے تمام مراتب پر حاوی ہے فرماتے ہیں:

''پس خلاصہ یہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کی دعا انسان کو ہر کجی سے نجات دیتی ہے اور اس پر دین قویم کو واضح کرتی ہے''۔ اسلام کا یہ دین جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اس کو واضح کرتی ہے کہ اس کے کیا کیا راستے ہیں'' اور اس کو ویران گھر سے نکال کر پھلوں اور خوشبوؤں بھرے باغات میں لے جاتی ہے اور جو شخص بھی اس دعا میں زیادہ آہ وزاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خیر و برکت میں بڑھاتا ہے''۔

یہ دعا صرف ضروری نہیں کہ جب نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھ رہے ہو تو صرف ایک دفعہ پڑھ لی بلکہ بار بار اس کو دوہراؤ تا کہ دماغ میں بار بار اس کے معانی آئیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف مزید جھکنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اس دعا کی قبولیت کے لئے شدت دل سے ایک آہ نکل رہی ہو۔

فرماتے ہیں کہ'' دعا سے ہی نبیوں نے خدائے رحمان کی محبت حاصل کی اور اپنے آخری وقت تک ایک لحظہ کے لئے بھی دعا کو نہ چھوڑا اور کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس دعا سے لا پرواہ ہو یا اس مقصد سے منہ پھیر لے۔ خواہ وہ نبی ہو یا رسولوں میں سے کیونکہ رشد اور ہدایت کے مراتب کبھی ختم نہیں ہوتے''۔ (انبیاء کے لئے بھی یہ نہیں کہ ایک مرتبہ پر پہنچ گئے تو منزل پر پہنچ گئے اور منزل حاصل کر لی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کی استعدادیں پیدا کی ہیں ان کے لحاظ سے ان کے لئے بھی آگے رستے کھلے ہیں)۔ فرمایا'' رشد اور ہدایت کے مراتب کبھی ختم نہیں ہوتے بلکہ وہ بے انتہا ہیں اور عقل و دانش کی نگاہیں ان تک نہیں پہنچ سکتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی اور اسے نماز کا مدار ٹھہرایا''۔ (یہ ایک محور ہے۔ نماز کا ایک بنیادی نکتہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کی دعا خاص طور پر کرو۔'' تا لوگ اس کی ہدایت سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے ذریعہ توحید کو مکمل کریں اور (خدا تعالیٰ کے) وعدوں کو یاد رکھیں اور مشرکوں کے شرک سے نجات پاویں۔ اس دعا کے کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں کے تمام مراتب پر حاوی ہے''۔ (ایک تو رشد اور ہدایت کے یہ مرتبے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ہر منزل پر پہنچ کر نئی منزلیں ملتی جاتی ہیں۔ دوسرے ہر طبقے کے جو لوگ ہیں وہ اس دعا سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں اور اٹھا سکتے ہیں۔ کمزور ایمان بھی ایمان میں ترقی کرنے کے لئے اس سے فائدہ اٹھائے گا بلکہ دہریہ اور لا مذہب بھی اس سے فائدہ اٹھائے گا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اگر نیک نیتی سے دعا مانگی جائے تو ہر ایک کے مرتبہ کے لحاظ سے یہ دعا اس کو اگلی منزلوں کی طرف لے جاتی ہے)'' اور ہر فرد پر بھی حاوی ہے۔ وہ ایک غیر محدود دعا ہے جس کی کوئی حد بندی یا انتہا نہیں اور نہ اس کی کوئی غایت یا کنارا ہے'' (کوئی اس کی منزل نہیں اس کا کوئی کنارا نہیں)'' پس مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا کے عارف بندوں کی طرح اس دعا پر مداومت اختیار کرتے ہیں زخمی دلوں کے ساتھ جن سے خون بہتا ہے اور ایسی روحوں کے ساتھ جو زخموں پر صبر کرنے والی ہوں اور نفوس مطمئنہ کے ساتھ''۔ (ایک درد کے ساتھ یہ دعائیں مانگیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ایسے درد کے ساتھ جو انتہائی درد ہو جیسے زخموں کا درد ہے اور اس پر بھی انسان صبر کر رہا ہوتا ہے اور مانگتا چلا جاتا ہے، اس کے علاج کرتا چلا جاتا ہے اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رکھتے ہوئے نفوس مطمئنہ کے ساتھ اپنی آخری منزل تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ منزل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا۔) فرمایا کہ'' یہ وہ دعا ہے جو ہر خیر، سلامتی، پختگی اور استقامت پر مشتمل ہے اور اس دعا میں ربّ العالمین کی طرف سے بڑی بشارتیں ہیں''۔ (کراما ت الصادقین۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 136-137۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 233-234 حاشیہ)

یہ بشارتیں کیا ہیں ایک دو مثالیں مَیں پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ (التغابن:12) اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کے راستوں کی طرف پھیر دیتا ہے، ان پر چلاتا ہے۔ پھر فرمایا وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا (النور:54) کہ اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پاؤ جاؤ گے۔

یہاں اس آیت میں جو مضمون چل رہا ہے، اس سے مراد پہلے آنحضرت ﷺ کی اطاعت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور ہدایت کیا ہے؟ جیسا کہ شروع میں مَیں نے بتایا کہ ترقی کی منزلوں پر آگے قدم بڑھانا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور محبت کو آنحضرت ﷺ کی پیروی اور اطاعت سے مشروط کیا ہے۔ اس کا بھی قرآن کریم میں ذکر ہے۔ پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کی دعا ایمان میں مضبوطی، ہدایت میں آگے بڑھتے چلے جانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اپنے بندے کو بے شمار انعامات سے نوازتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صراط مستقیم کی قسمیں اور ان پر ہدایت پانے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حقیقی نیکی پر قدم مارنا صراط مستقیم ہے''۔ (صراط مستقیم کیا ہے؟ صحیح اور حقیقی نیکی پر چلنا) اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ہے''۔ (یعنی میانہ روی اور اعتدال ہے)'' کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ہے وہ اسی سے حاصل ہوتی ہے''۔ (اللہ تعالیٰ کی حقیقی توحید جو انسان کا ایک مقصد ہے اسی سے ثابت ہوتی ہے کہ اعتدال پر انسان رہے اور وہ کس طرح؟) فرمایا'' اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے میں متساہل رہے وہ درجہ تفریط میں ہے اور جو شخص اس سے آگے بڑھے وہ افراط میں پڑتا ہے''۔ (وہ جو نیکی حاصل کرنے میں سستی دکھاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان میں کمی کر رہا ہے اور جو زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں پڑنے کی زیادتی کر رہا ہوتا ہے۔ مثلاً بعض مسائل ہیں۔ مختلف قسم کے مسائل پر آدمی بحث کر رہا ہوتا ہے یا نیکی کا اظہار ہے، نیکی کرنا بڑی اچھی بات ہے۔ نیکی کو پھیلانا بڑی اچھی بات ہے لیکن بعض مسائل ایسے ہیں یا حکمت ایسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے جماعتی نظام کی طرف سے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس میں گو مداہنت اختیار نہیں کرنی، کمزوری نہیں دکھانی لیکن بہتری یہی ہے کہ بعض حالات میں خاموش رہا جائے اور امام کی طرف سے، خلیفہ وقت کی طرف سے یہ ہدایت ہوتی ہے کہ یہاں ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔ لیکن بعض لوگ جوش میں آ کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ جوش دکھاتے ہیں اور پھر اُس ماحول میں، اُس معاشرے میں باقی جماعت کے افراد کے لئے مشکل کا باعث بن جاتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں بھی آیا ہے کہ اَلْاِمَامُ جُنَّۃ۔ امام جو ہے وہ ڈھال ہے۔ اس کے پیچھے رہ کر اس کے فیصلوں کے مطابق چلنے کی کوشش کرو۔ اگر زیادہ جوش دکھاؤ گے، زیادہ آگے بڑھو گے، اپنی مرضی کرو گے، گو کہ یہ نیکیاں ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کو بجا لاؤ لیکن یہ افراط میں شامل ہو جائے گا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کمزوری دکھاتے ہو تو وہ بھی غلط ہے۔ اگر ضرورت سے زیادہ موقع محل کے حساب سے غلط کام کرتے ہو۔ زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہو تو وہ بھی غلط ہے)۔ فرماتے ہیں کہ'' ہر جگہ رحم کرنا افراط ہے۔ کیونکہ محل کے ساتھ بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے''۔ (اب ہر جگہ رحم کرنا یہ بھی غلط ہے۔ ایک عادی چور ہے، ایک عادی مجرم ہے اس کو بخش دینا، ہر دفعہ بخش دینا تا کہ وہ جرم کرتا چلا جائے یہ بھی بے محل ہے اور یہ افراط ہے)۔ فرماتے ہیں'' اور یہی افراط ہے

اور کسی جگہ بھی رحم نہ کرنا یہ تفریط ہے"۔ (اور پھر اتنے ظالم ہو جانا کہ اگر کہیں معاف کرنے سے درگزر کرنے سے، عفو کرنے سے اصلاح ہوتی ہو تو وہاں بھی نہ بخشنا اور ضرور سزا دینا اور سزا کے لئے سفارش کرنا۔ یہ بھی غلط ہے)۔ " کیونکہ اس میں محل بھی فوت کر دیا"۔ (یہاں بھی اس مناسبت سے سزا دینے کا یا نہ دینے کا جو اصل موقع ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ " وضع شے کا اپنے محل پر کرنا یہ توسط اور اعتدال ہے کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے"۔ (ہر کام کا اپنے موقع اور محل کے حساب سے کرنا یہی اعتدال ہے۔ یہی میانہ روی ہے اور یہی اختیار کرنی چاہئے اور یہی چیز ہے جس کا نام صراط مستقیم ہے)۔ " جس کی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے اور اس کی دعا ہر نماز میں بھی مقرر ہوئی ہے۔ جو صراط مستقیم کو مانگتا رہے کیونکہ یہ امر اس کو توحید پر قائم کرنے والا ہے"۔ (کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو افراط اور تفریط سے بچاتی ہیں۔ زیادتی اور کمی سے بچاتی ہیں۔ ایک میانہ روی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ ایک درمیانی راستے پر چلاتی ہیں۔ یہ چیزیں پھر توحید کی طرف لے جاتی ہیں)۔ " کیونکہ صراط مستقیم پر ہونا خدا کی صفت ہے"۔ (اللہ تعالیٰ جو ہے وہ ہمیشہ سیدھے راستے پر ملتا ہے۔ اس لئے اگر یہ چیزیں ہوں گی تو انسان توحید کی طرف چلے گا)۔ " علاوہ اس کے صراط مستقیم کی حقیقت حق اور حکمت ہے۔ پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے بندوں کے ساتھ بجالایا جائے تو اس کا نام نیکی ہے"۔ (فرمایا کہ اس کے علاوہ صراط مستقیم جو ہے وہ حق، سچائی اور حکمت ہے۔ موقع محل کے لحاظ سے عمل کرنا ہے۔ اگر یہ حق اور حکمت جو ہے خدا کے بندوں کے ساتھ بجالائی جائے تو اسی کو نیکی کہتے ہیں)۔ اور اگر خدا کے ساتھ بجالایا جائے تو اس کا نام اخلاص اور احسان ہے"۔ (اب یہاں احسان سے کوئی غلط نہ سمجھ لے۔ یہاں احسان کے معنی اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری ہیں۔ اگر صراط مستقیم کا یہ حق استعمال ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص ہے اور اس کی کامل فرمانبرداری ہے۔ اگر بندوں کے ساتھ کر رہے ہیں تو یہ کامل نیکی ہے)۔ فرمایا کہ " اور اگر اپنے نفس کے ساتھ ہو تو اس کا نام تزکیہ نفس ہے"۔ (اگر صراط مستقیم پر چلانا اپنے نفس کے لئے ہے تو تیسری حالت اپنے آپ کے لئے اپنے نفس کو پاک کرنا ہے)۔ فرمایا کہ " اور صراط مستقیم ایسا لفظ ہے کہ جس میں حقیقی نیکی اور اخلاص باللہ اور تزکیہ نفس تینوں شامل ہیں"۔ (حقیقی نیکی بھی اس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خالص تعلق بھی اس میں ہے اور اپنے آپ کو پاک کرنا بھی اس میں ہے)۔ " اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے"۔ (پھر حقیقی نیکی، صراط مستقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص تعلق صراط مستقیم ہے۔ نفس کو پاک کرنا، تزکیہ نفس کرنا صراط مستقیم ہے۔ تو فرمایا کہ یہ چیزیں تین قسم پر مبنی ہیں، ان کا انحصار تین چیزوں پر ہے)۔ " علمی اور عملی اور حالی اور پھر یہ تینوں تین قسم پر ہیں"۔

یہ گو بڑا مشکل حوالہ ہے، پہلے میرا خیال تھا کہ نہ پیش کروں لیکن کیونکہ بہت سارے ایک تو حوالے پڑھتے نہیں۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں بہت سے احمدی ہیں جن کو یہ ان کی زبان میں میسر نہیں ہے اور مضمون بڑا ضروری تھا۔ اس لئے مَیں نے کہا کہ بیان کر دوں۔ فرمایا کہ اس کی پھر آگے تین قسمیں ہیں۔ یعنی علمی، اور عملی اور حالی چیزوں کی پھر آگے تین قسمیں ہیں۔) " علمی میں حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے"۔ (ان کی پہچان) " اور عملی میں ان حقوق کو بجالانا"۔ (علمی چیز کیا ہے؟ یہ جو تین حق ہیں اللہ کا حق، بندوں کا حق اور اپنے نفس کا حق، اس کی پہچان یہ علمی چیز ہے۔ اور عملی صورت یہ ہے کہ ان حقوق پر عمل کرنا، ان کو بجالانا۔ ان کو ادا کرنا)۔ فرمایا کہ " مثلاً حق علمی یہ ہے کہ اس کو ایک سمجھنا"۔ (اللہ تعالیٰ کا جو علمی حق ہے وہ یہ ہے کہ اس کو ایک سمجھا جائے)۔ " اور اس کو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیوں کا" (یعنی تمام فیض اسی سے پھوٹتے ہیں۔ وہی پیدا کرتا ہے اور تمام خوبیاں اسی کے اندر موجود ہیں) " مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا" (اسی کی طرف ہر چیز نے واپس لوٹنا ہے)۔ " اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا" (جتنی بھی صفات ہیں، تمام صفات کامل کا مظہر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ایک مومن کو یہ اس پہ یقین ہونا چاہئے " اور قابل عبودیت ہونا اسی میں محصور رکھنا" (یعنی حقیقی بندگی جو ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تک ہی ہے۔ اگر آدمی نے کسی کی بندگی اختیار کرنی ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی بندگی اختیار کی جاسکتی ہے)۔ فرمایا کہ " یہ تو حق اللہ میں علمی صراط مستقیم ہے اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو اس کی طاعت اخلاص سے بجالانا"۔ (اللہ تعالیٰ کے معاملے میں عملی صراط مستقیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی خالص طاعت کرنا، حکموں پہ چلنا) " اور طاعت میں اس کا کوئی شریک نہ کرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا"۔ (جب بھی ضرورت ہو اسی کے آگے جھکنا۔ اسی سے دعا مانگنا) " اور اسی پر نظر رکھنا اور اسی کی محبت میں کھوئے جانا۔ یہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے"۔ پھر فرمایا " اور حق العباد میں علمی صراط مستقیم یہ جو اُن کو اپنا بنی نوع خیال کرنا" (کہ جو بندوں کے حقوق ہیں ان میں عملی صراط مستقیم کیا ہے؟ ان کو بنی نوع خیال کرنا کہ یہ بھی ہماری طرح کے انسان ہیں اور اس سے بڑھ کر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ غریب ہیں، امیر ہیں، سب برابر ہیں اور اللہ کے بندے ہیں۔ ان میں کوئی زیادہ بڑی خوبیاں نہیں ہیں)۔ " اور ان کو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا"۔ (جہاں تک مخلوق کا سوال ہے وہ اللہ کے بندے ہیں اور کوئی طاقت ان میں نہیں)۔ " کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے جو ان کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہیں"۔

ہر انسان جو دنیا میں آیا وہ فانی ہے اس نے اس دنیا سے جانا ہے۔ بعض لوگ بعض لوگوں کو اتنا اٹھا لیتے ہیں کہ اس کی وفات کے بعد پھر ان کو کوئی اور راستہ نظر نہیں آ رہا ہوتا۔ بعض لوگ خدا تعالیٰ کے دَر کو بھی اس غم میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اولاد ہے یا بعض اور دوسرے پیارے ہیں۔ تو فرمایا کہ " معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے جو اُن کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہے"۔ (لیکن یہاں یہ بھی واضح ہو جائے کہ بندہ خدا نہیں بن سکتا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہر ایک چیز ہیچ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ہر ایک کے حفظ مراتب رکھے ہیں ان کا خیال بہر حال رکھنا ہے۔ سارے بنی نوع انسان ہیں لیکن یہ کہنا کہ سب برابر ہیں اور افسر اور ماتحت کا فرق ختم ہو جائے، بڑے یا چھوٹے کا فرق ختم ہو جائے۔، یہ نہیں۔ یہ تو بہر حال قائم رہنا ہے۔ لیکن جہاں تک انسان ہونے کا سوال ہے سب ایک ہیں اور برابر ہیں)۔ پھر فرمایا " یہ توحید علمی ہے"۔ (بندوں کے حقوق جب اس طرح ادا ہو رہے ہوں گے تو یہ بھی علمی توحید ہے)۔ " کیونکہ اس سے عظمت ایک ذات کی نکلتی ہے"۔ (حقوق بندوں کے ادا ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف توجہ ہے لیکن اب توحید کی طرف توجہ پھیر دی کہ جب تم یہ کرو گے تو اس سے بھی توحید ابھر کر سامنے آ رہی ہے کیونکہ یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے ہر چیز فانی ہے اور انسان ہونے کی حیثیت سے کوئی ایک دوسرے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حیثیت سے سب برابر ہیں۔ پھر یہ توجہ دلائی ہے کہ ایک خدا ہے جس کی تمام مخلوق ہے اور پھر اس سے توحید کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔) فرمایا " کیونکہ اس سے عظمت ایک ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی نقصان نہیں اور اپنی ذات میں کامل ہے"۔ (اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پتہ لگتا ہے کہ یہی ایک ذات ہے جو اپنی ذات میں کامل ہے)۔ پھر فرمایا " اور عملی صراط مستقیم یہ ہے (کہ) حقیقی نیکی بجالانا یعنی وہ امر جو حقیقت میں اُن کے حق میں اصلح اور راست ہے بجالانا یہ توحید عملی ہے"۔ (عملی صراط مستقیم کیا ہوگی؟ یہ کہ ایسی نیکی بجالانا کہ عمل حقیقت میں اس کے حق میں اصلح اور راست ہو یعنی جو کام صحیح اور درست ہے اس کو کرنا۔ ہر ایسا کام جس میں کسی قسم کی غلطی کا یا ناجائز ہونے کا شائبہ بھی ہو اس کو ادا نہ کرنا، یہ صراط مستقیم ہے اور یہ توحید عملی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بندے کے بھروسے کا اس بات پر عملی اظہار ہے کہ مَیں نے کوئی ناجائز، غلط کام نہیں کرنا اور جب اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہوگا تو کوئی غلط کام نہیں ہو سکتا اور یہ پھر اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے پر توجہ پھیرتا ہے)۔ " کیونکہ موحد کی اس میں یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق میں فانی ہوں اور حق النفس میں علمی صراط مستقیم یہ ہے"۔ (کیونکہ یہ جو ایک خدا کی عبادت کرنے والا ہے۔ اس کی ہمیشہ یہی کوشش ہوگی کہ اس کے اخلاق وہی ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ بندوں سے ایکسپیکٹ (Expect) کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اپنی صفات ہیں۔ فرمایا کہ " حق النفس میں عملی صراط مستقیم یہ ہے کہ جو جو نفس میں آفات پیدا ہوتے ہیں" (یعنی نفس کے حق میں علمی صراط مستقیم کیا ہے؟ یہ کہ نفس میں جو ایسی آفتیں نازل ہوتی ہیں، مشکلوں میں پڑتا ہے یا غلط قسم کے کاموں میں پڑتا ہے " جیسے عُجب" (یعنی غرور ہے)، اور ریا اور تکبر اور حقد" (یعنی کینہ ہے) " اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم ان سب سے مطلع ہونا"۔ ......۔ (اور حق النفس میں عملی صراط مستقیم یہ ہے کہ انسان کو ان سب کا پتہ ہو کہ یہ ساری چیزیں برائیاں ہیں اور انسان کو تباہ کرتی ہیں۔ ان سب سے مطلع ہونا۔ ان کا علم ہونا یہ نفس کے بارے میں علمی صراط مستقیم ہے)۔ فرمایا کہ " اور جیسے وہ حقیقت میں اخلاق رذیلہ ہیں ویسا ہی ان کو اخلاق رذیلہ جاننا۔ یہ علمی صراط مستقیم ہے"۔ (یہ سب باتیں جو ہیں جس طرح یہ برائیاں ہیں گھٹیا چیزیں ہیں کہ ان کو حقیقت میں اس طرح ہی جاننا، یہ علمی صراط مستقیم ہوگا)۔ پھر فرمایا " اور یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور اپنی ذات میں قدوس ہے"۔ (نفس کا جو ان برائیوں کا علم ہے اس کو اس سے پتہ لگے گا)۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف اپنے نفس کے حالات کی وجہ سے بھی توجہ پھرے گی اور ان برائیوں کو جاننے کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ فرمایا کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے۔ جس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ انسانوں میں سب برائیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ان سے بچنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہوئے بچنا ہے۔ اس سے پھر توحید کا اظہار پیدا ہوگا۔ فرمایا کہ " عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے جس میں کوئی عیب نہیں اور اپنی ذات میں قدوس ہے"۔ (وہی ایک ذات اللہ تعالیٰ کی ہے جو پاک ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ باقی ہر مخلوق میں عیب ہیں اور انسان میں جو یہ عیب گنوائے گئے اس کے علاوہ بھی بہت

سارے عیوب ہیں۔انسان ان کی پاکیزگی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔پھر توحید کا بیان آ گیا)۔ فرمایا کہ ’’اور حق النفس میں عملی صراط مستقیم یہ ہے جو نفس سے ان اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا اور صفت تخلّی عن رذائل اور تحلّی بالفضائل سے متصف ہونا‘‘۔(انسان کا جو نفس ہے اس کی عملی صراط مستقیم یہ ہے کہ یہ جو سارے گھٹیا اور ذلیل قسم کے اخلاق بتائے گئے ہیں ان کو ختم کرنا۔یہ عملی صورت ہوگی۔ان کے لئے عملی قدم انسان اٹھائے گا اور صفت تخلّی عن رذائل اور تحلّی بالفضائل،یعنی جو اپنی گھٹیا اور ذلیل حرکتیں ہیں ان سے اپنے آپ کو خالی کرنا اور جو نیکیاں ہیں ان کو اپنے اندر لاگو کرنا۔اس زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا جو اللہ تعالیٰ نے فضائل بتائے ہیں۔جو نیکیاں بتائی ہیں ان سے اپنے آپ کو سجانا،ان سے متصف ہونا۔ اپنے نفس کے لئے یہ چیز ہے۔یہ عملی صراط مستقیم ہے اور فرمایا کہ ’’یہ عملی صراط مستقیم ہے۔یہ توحید حالی ہے‘‘(یہ جو نفس کے لئے عملی صراط مستقیم جو نفس کے لئے ہے اسی سے انسان کا حال ظاہر ہو جاتا ہے اور پھر یہ اللہ تعالیٰ کی توحید حالی کا اظہار کر رہی ہوتی ہے)۔’’کیونکہ موحّد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تا اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے اور تا اس کو فنافی تقدس اللہ کا درجہ حاصل ہو‘‘۔(اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے غیر ہیں، دوسری دنیاوی چیزیں ہیں ان سے اپنے دل کو خالی کرنا اور اس کو فنافی تقدس کا درجہ دینا۔یعنی اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور تقدس کے مقام کا جو درجہ ہے وہ حاصل کرنا)۔’’اور اس میں اور حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے ایک باریک فرق ہے اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے‘‘۔(عملی صراط مستقیم جو حق النفس کا ہے وہ صرف ایک خاص ملکہ ہے،ایک خاص چیز ہے جو انسان ورزش سے حاصل کرتا ہے۔ورزش کا مطلب ہے روحانی ورزش،عبادت،اللہ تعالیٰ کے لئے خاص طور پر ایک مجاہدہ کرنا)۔’’اور ایک بالمعنی شرف ہے خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے‘‘۔(یہ ایک ایسا حقیقی بزرگی کا مقام ہے جو بظاہر نظر آتا ہو یا نہ نظر آتا ہو لیکن اس کوشش کی وجہ سے جو انسان اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہدے کر رہا ہوتا ہے اس سے اس کو حاصل ہوتا ہے۔یہ ضروری نہیں کہ یہ آپ کو یا ہر ایک کو نظر آئے)۔’’لیکن حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے‘‘(ظاہر ہوتی ہے،واضح ہوتی ہے)کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہنچے‘‘۔(جب دنیا کی مخلوق کی جو اکثریت ہے وہ ان کو نظر آ رہی ہو اور اس کا اثر پہنچ رہا ہو۔یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کے اور ایک انسان دوسرے بندوں کے حقوق ادا کر رہا ہو)۔فرمایا کہ ’’اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے۔غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے‘‘(کہ ایک صحیح اور ثابت شدہ چیز ہے وہ تبھی ثابت ہوگی جب بندہ دوسرے بندوں کی خدمت کا حقیقی طور پر حق ادا کر رہا ہو۔ایسی صورت جب ہوگی تبھی عملی صراط مستقیم ہوگی)۔فرمایا کہ ’’اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے‘‘(اور جو صراط مستقیم ہے جس کے لئے آدمی دعا کرتا ہے،اپنے نفس کے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، اس کا حقیقی نتیجہ تب ہی نکلے گا جبکہ انسان اپنے نفس کی پاکیزگی کی طرف کوشش کر رہا ہو)۔’’کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں‘‘۔(اپنے نفس کی ادائیگی کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دوسروں کی خدمت بھی کی جا رہی ہو)۔فرمایا کہ ’’یہ تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے۔لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا۔اس لئے فرمایا گیا جو رہبانیت اسلام میں نہیں‘‘۔

(الحکم 24/ستمبر 1905ء۔صفحہ3-4 تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ236-237)

اب نفس کا تزکیہ اکیلا انسان جنگل میں رہ کے بھی کر سکتا ہے۔لیکن ایک معاشرے میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انسان پر جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔وہ دوسرے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے اور تبھی وہ صراط مستقیم پہ چلنے والا انسان کہلائے گا جب اپنے ساتھیوں کے،اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے،اپنے معاشرے کے،اپنے ہمسائے کے حق ادا کر رہا ہو۔تو یہ ایک ایسی وضاحت ہے جو اگر سمجھ آ جائے تو یہ راستے دکھاتی ہے،راستے تک پہنچاتی ہے اور پھر انسان منزل تک پہنچتا ہے۔اس کے گہرے مطلب سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی مدد چاہئے۔اس لئے فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہو کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔

اس اقتباس میں تمام نیکیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اس کی توحید کے قیام پر مرکوز کر دیا گیا ہے اور یہی حقیقی ہدایت ہے جس کے لئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔اس ضمن میں ایک جگہ نفوس کو شرک کی باریک راہوں سے پاک کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دعا کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

’’پھر جان لو کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی آیت میں نفوس کو شرک کی باریک راہوں سے پاک کرنے اور ان راہوں کے اسباب کو مٹانے کی طرف عظیم اشارہ (پایا جاتا) ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس آیت میں نبیوں کے کمالات کے حاصل کرنے اور ان (کمالات) کے دروازوں کو کھولے جانے کی استدعا کی ترغیب دی ہے کیونکہ زیادہ تر شرک نبیوں اور ولیوں کے متعلق غلو کرنے کی وجہ سے دنیا میں آیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے نبی کو ایسا یکتا اور منفرد اور ایسا وحدہٗ لاشریک گمان کیا جیسے ذات ربّ العزت ہے ان کا مآل کار یہ ہوا کہ انہوں نے کچھ مدت کے بعد اُسی نبی کو خدا تعالیٰ کے مقابلے پہ لائے اور معبود بنالیا‘‘۔(آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ اس نبی کو معبود بنالیا،۔’’اسی طرح (حضرت عیسیٰ کی تعریف میں) مبالغہ آرائی کرنے اور حد سے بڑھنے کی وجہ سے عیسائیوں کے دل بگڑ گئے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اسی فساد اور گمراہی کی طرف اشارہ فرماتا ہے اور اس طرف بھی اشارہ فرماتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ سے) انعام پانے والے لوگ یعنی رسول،نبی اور محدث اس لئے مبعوث کئے جاتے ہیں کہ لوگ ان بزرگ ہستیوں کے رنگ میں رنگین ہوں،نہ اس لئے کہ وہ ان کی عبادت کرنے لگیں اور انہیں بتوں کی طرح معبود بنالیں۔پس ان با اخلاق پاکیزہ صفات والی ہستیوں کو دنیا میں بھیجنے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ (ان کا) ہر متبع ان صفات سے مُتصف ہو نہ یہ کہ انہیں کو پتھر کا بت بنا کر اس پر ماتھا رگڑنے والا ہو‘‘۔

(کراما ت الصادقین۔روحانی خزائن جلد 7صفحہ89. تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ271. حاشیہ)

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ولی بنو،ولی پرست نہ بنو اور پیر بنو پیر پرست نہ بنو۔ہمارے ہاں بھی پیر پرستی کا بعض جگہوں پر بڑا رواج ہو گیا ہے اور بعض لوگوں نے کاروبار بھی بنالیا ہے۔جس طرح مسلمانوں کے بعض چینل 24 گھنٹے چل رہے ہوتے ہیں کہ کتاب کھولی اچھا کیا استخارہ کرانا ہے اور وہیں دو چار لفظ پڑھے اور کہہ دیا کہ ’اس کا رشتہ کامیاب ہوگا یا نہیں کامیاب ہوگا‘۔ مجھے بھی بعض شکایات آتی ہیں۔بعض جگہوں پہ بعض عورتیں اور مرد پانچ گھنٹے،چھ گھنٹے میں استخارہ کرکے جواب دے دیتے ہیں۔اپنی مرضی کے رشتے کروا دیتے ہیں اور اس کے بعد جب رشتے ٹوٹ جاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تمہارا قصور ہے ہمارا استخارہ ٹھیک تھا۔یہ صرف اس لئے ہے کہ خود دعائیں نہیں کرتے۔خود توجہ نہیں۔خود نمازوں کی پابندی نہیں اور ایسے لوگوں پر اندھا اعتقاد ہے جنہوں نے کاروبار بنایا ہوا ہے۔احمدیوں کو اس قسم کی چیزوں سے خاص طور پر بچنا چاہئے۔

فرماتے ہیں کہ ’’پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سمجھ بوجھ اور عقل رکھنے والوں کو اشارہ فرمایا ہے کہ نبیوں کے کمالات پروردگار عالم کے کمالات کی طرح نہیں ہوتے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا،بے نیاز اور یگانہ ہے۔اس کی ذات اور صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔لیکن نبی ایسے نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے سچے متبعین میں سے ان کے وارث بناتا ہے۔پس ان کی امت ان کی وارث ہوتی ہے۔وہ سب کچھ پاتے ہیں جو ان کے نبیوں کو ملا ہو بشرطیکہ وہ ان کے پورے پورے متبع بنیں اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ(آل عمران:32) میں اشارہ فرمایا ہے‘‘۔(کراما ت الصادقین۔روحانی خزائن جلد 7صفحہ89. تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ271-272. حاشیہ)

پس یہ دعا توحید کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر آپ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ اسلام کا نام استقامت ہے فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے‘‘(یعنی اسلام کا نام استقامت رکھا ہے۔)

’’جیسا کہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے،اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر۔ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا اور جن پر آسمانی دروازے کھلے۔واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علت غائی پہ نظر کر کے سمجھی جاتی ہے‘‘۔(یعنی ہر چیز کی جو استقامت کی حالت ہے وہ اس کی جو بنیادی غرض ہے اس پر نظر رکھ کے سمجھی جاتی ہے)’’اور انسان کے وجود کی علت غائی یہ ہے کہ نوع انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے‘‘(انسان کے پیدا کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔)’’پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی درحقیقت خدا کے لئے ہو جائے اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اس پر انعام نازل ہوگا۔جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں۔جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب آفتاب کی طرف کی کھڑکی کھولی جائے تو آفتاب کی شعاعیں ضرور کھڑکی کے اندر آ جاتی ہیں............۔

فرمایا کہ ’’اس پاک زندگی کے پانے کا مقام یہی دنیا ہے۔اس کی طرف اللہ جل شانہٗ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا(بنی اسرائیل :73) یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا ہے اور خدا کو دیکھنے کا اس کو نور نہ ملا وہ اس جہان میں بھی اندھا ہی

ہوگا‘‘۔(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد12صفحہ344)

پس یہ اندرونی غلاظتیں ایک دفعہ میں اور بغیر کسی کوشش کے نہیں دُھل جاتیں جیسا کہ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ دعا کی ضرورت ہے اور تب ہی پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا ہے اور پھر وہ اچانک انسان کو اپنے نور میں لپیٹ لیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’انسان کا اسم اعظم استقامت ہے‘‘ اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اسم اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں‘‘۔

مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں۔ جب انسان انسانیت میں ترقی کرے تو اس کو فرمایا کہ یہ استقامت ہے اور یہی اسم اعظم ہے کہ انسان انسانیت میں ترقی کرتا چلا جائے۔ فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ37 جدید ایڈیشن)

پس انسانیت میں جو لامحدود کمالات ہیں۔ ہر انسان کو، ہر مومن کو اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی وسعت ہے اور اس کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے۔

پھر ہماری اس دعا کرنے کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح اس دعا کو وسیع کرنا چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’دعا کے بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں دعا سکھلائی ہے یعنی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اس میں تین لحاظ رکھنے چاہئیں۔ (1) ایک یہ کہ تمام بنی نوع کو اس میں شریک رکھے۔ (پوری دنیا کا جو انسان ہے اس کو اپنی دعا میں، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں شریک رکھے۔)‘‘ (2) تمام مسلمانوں کو‘‘ (اپنی دعا میں شریک رکھو۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صراط مستقیم پہ چلائے۔)‘‘ تیسرے ان حاضرین کو جو جماعت نماز میں داخل ہیں۔ پس اس طرح کی نیت سے کل نوع انسان اس میں داخل ہوں گے اور یہی منشاء خدا تعالیٰ کا ہے کیونکہ اس سے پہلے اسی سورۃ میں اس نے اپنا نام ربّ العالمین رکھا ہے جو عام ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے جس میں حیوانات بھی داخل ہیں۔ پھر اپنا نام رحمان رکھا ہے اور یہ نام نوع انسان کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ یہ رحمت انسانوں سے خاص ہے اور پھر اپنا نام رحیم رکھا ہے اور یہ نام مومنوں کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ رحیم کا لفظ مومنوں سے خاص ہے اور پھر اپنا نام مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ رکھا ہے اور یہ نام جماعت موجودہ کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ یوم الدین وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ کے سامنے جماعتیں حاضر ہوں گی۔ سو اسی تفصیل کے لحاظ سے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا ہے۔ پس اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا میں تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی داخل ہے اور اسلام کا اصول یہی ہے کہ سب کا خیر خواہ ہو‘‘۔

(الحکم 29/ اکتوبر1898ء۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 298)

پس ساری باتیں جو آپ نے سنیں یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انسانیت کو بھی تباہ ہونے سے بچائے۔ آج کل جس نہج پر خدا تعالیٰ کو بھول کر انسانیت چل رہی ہے، ایک ملک دوسرے ملک سے جس طرح (ظاہراً نہیں بھی) تو اندر ہی اندر پرخاش رکھے ہوئے ہے، ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور بڑی تیزی سے اس طرف جا رہے ہیں جہاں جنگ عظیم کا بڑا واضح امکان نظر آرہا ہے۔ اس سے پھر انسانیت کی تباہی ہونی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ دعا خاص طور پر کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جہاں جنگ کے شر سے اور جنگ کی آفات سے سب احمدیوں کو محفوظ رکھے وہاں مسلم امہ کو بھی محفوظ رکھے اور تمام انسانیت کو بھی محفوظ رکھے۔ اگر ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا بالکل آگ کے کنارے پر کھڑی ہے اور کسی وقت بھی یہ کنارا گرے گا اور ایک خوفناک تباہی اور آفت آنے والی ہے۔ اس لئے بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس طرف خاص توجہ دیں۔ اگر آج دنیا میں کوئی بچا سکتے ہیں تو احمدی دعاؤں سے بچا سکتے ہیں کیونکہ یہی لوگ ہیں جو حقیقی مومن بھی ہیں اور اس جماعت میں شامل ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے۔ پس خاص کوشش سے اپنے اندر بھی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور دنیا کی تباہی کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے خاص طور پر بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

’’وفا کے دیپ‘‘

مجموعہ کلام: مبارک احمد ظفر

شاعر کے لفظی معنی صاحب شعور کے ہیں اور شاعر جو شعر کہتا ہے اس کو ایسی دو دھاری تلوار بھی کہا گیا ہے جو دوست دشمن دونوں کا گلا کاٹ سکتی ہے۔ شعر کی یہ تعریف کسی بھی مجموعہ کلام کے مطالعہ کے وقت قاری کے ذہن کو خبردار رکھتی ہے۔ وفا کے دیپ جو مبارک احمد ظفر کا دوسرا مجموعہ کلام ہے شعر کی اس تعریف کے برخلاف ایک ایسی حقیقت کا آئینہ دار ہے جس کی طرف کتاب کے شروع میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر آف تنزانیہ نے یہ لکھ کر صاف گوئی سے کام لیا ہے کہ ایک سادہ اور منافقت سے پاک شعر شاعر کو ایک آئینے کی طرح قاری کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ یہی سادگی، روانی، سلاست اور سچائی مبارک ظفر کے کلام کا حسن ہے۔

میں نے اس اعتراف حقیقت کو ذہن میں رکھ کر ’’وفا کے دیپ‘‘ کا مطالعہ کیا تو مجھے احمدی اور غیر احمدی شعراء میں نمایاں فرق نظر آیا۔ وہ یہ ہے کہ بڑے بڑے غیر احمدی شعراء کی شعری عظمت کے اعتراف کے باوجود ایک معاملہ میں ان سے اختلاف کرنا ہی پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر احمد فراز کہتے ہیں ؎

واعظ سے فراز اپنی بنی ہے نہ بنے گی
ہم اور طرح کے ہیں جناب اور طرح کے

اسی طرح ہر چند کہ جماعت احمدیہ شعر کہنے کے فطری عطیہ کی ہرگز مخالف نہیں ہے لیکن احمدی شعراء اور طرح کے ہیں اور دیگر شعراء اور طرح کے۔ دیگر شعراء بعض اوقات بہکتے ہیں تو خدائے بزرگ و برتر کو سناتے اور اپنی بڑائی جتانے سے باز نہیں آتے۔ اس کے بالمقابل احمدی شاعر بہک نہیں سکتا۔ وہ تو بہت پاکیزہ اور منزہ خیالات کو شعر کے خوبصورت سانچوں میں ڈھال کر پیش کرتا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں بھی پاکیزہ خیالات پیدا ہوں اور وہ راہ راست سے ادھر اُدھر نہ ہونے پائیں۔

جب میں اس نقطہ نگاہ سے جناب مبارک احمد ظفر کا کلام پڑھتا ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ ان کے اندر ایک بہت بڑا شاعر چھپا بیٹھا ہے۔ کیسے سادہ اور مختصر الفاظ میں ایک بہت بڑی حقیقت بیان کر دی ہے ہمارے اس شاعر نے ؎

ان بہتّر کو کون سمجھائے
کون نوری ہے کون ناری ہے

ان مختصر الفاظ میں دریا کو ہی نہیں سمندر کو کوزہ میں بند کر دکھایا ہے۔ ان کے تازہ شعری مجموعہ ’’وفا کے دیپ‘‘ کے یہ تین شعر جو انہوں نے وطن کی محبت میں کہے ہیں کس قدر درد میں ڈوبے ہوئے ہیں ؎

حکام ہوں، منصف ہوں یا ارباب سیاست
سب کھیل تماشوں میں مگن دیکھ رہا ہوں
سینچا ہے جسے ساٹھ برس اپنے لہو سے
اُجڑا ہوا، روندا ہوا وہ چمن دیکھ رہا ہوں
خون خاک میں لتھڑی ہوئی، کچلی ہوئی ہر سو
لاشیں پڑی بے گور و کفن دیکھ رہا ہوں
گر چاہے خدا موڑ دے دن امن و سکوں کے
امید کی بس ایک کرن دیکھ رہا ہوں

سپین پر ان کی کہی ہوئی ساری ہی نظم نئی امید جگانے والی ہے۔ اس کا یہ ایک بند ایک احمدی شاعر ہی کہہ سکتا ہے ؎

قرطبہ ماضی کی داستاں بن چکا
قصر غرناطہ عبرت نشاں بن چکا
رعب اشبیلیہ بھی دھواں بن چکا
گویا مُردوں کا یہ ایک جہاں بن چکا
اس پر آنسو نہ ہرگز بہائیں گے ہم
نئے ارض و سما اب بنائیں گے ہم

سپین میں پہلی مسجد یعنی ’’مسجد بشارت‘‘ کی تعمیر فتح و نصرت کی جن بشارتوں کا جلوہ دکھا رہی ہے ان جلووں سے محظوظ و مسرور ہونے والا احمدی شاعر ہی ایسے پُرعزم اشعار کہہ سکتا ہے۔

یہ چند اشعار میں نے نمونہ کے طور پر درج کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ’’وفا کے دیپ‘‘ جلا کر مبارک احمد ظفر نے ایسی روشنی پھیلائی ہے کہ جو اس حقیقت کو آشکار کر رہی ہے کہ پوری دنیا میں اسلام کا سویرا پھر طلوع ہونے والا ہے۔ اس کی روشنی اور اس کا اجالا بڑھتا ہی جائے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔

نفیس کاغذ اور طباعت و تجلید کا ایسا معیار قائم کر دکھایا ہے جو ملک بھر کے تمام اشاعتی اداروں کے لئے مشعل راہ ہے۔

(عرفان احمد خان)

(صدر اُردو جرمنی کلچرل سوسائٹی۔ فرینکفورٹ)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 4

عبارت تھے کہ فلسطینی عوام کو پاکستانی عوام اور دنیا کی دیگر اقوام کی طرح برطانوی اور صیہونی تسلط سے آزادی کا مکمل حق حاصل ہے۔فلسطین میں عربوں کے حقوق اور اقوام متحدہ میں پیش ہونے والے ہر عربی اور اسلامی مسئلہ کے اس قابل قدر دفاع پر آپ کو ایک عربی حکومت نے یہ صلہ دیا کہ مصر کے مفتی نے آپ پر اسلام سے خارج ہونے کی تہمت لگادی بلکہ نعوذ باللہ آپ کے کفر کا فتویٰ صادر کر دیا۔کیونکہ آپ اپنے اقوال اور خطابات میں اکثر مسلمانوں کی بدحالی کا سبب مسلمان حکمرانوں کی بدحالی کو قرار دیتے تھے۔ یہ بات شاہِ مصر کو پسند نہ آئی چنانچہ اس ملک کے مفتی کی طرف سے وہ شرمناک فتویٰ صادر ہوا۔تاہم مصری عوام اپنے ملک کے بادشاہ اور مفتی سے زیادہ باوفا اور قدردان ثابت ہوئے......۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سٹیج پر ظفر اللہ خان صاحب کھڑے ہوئے اور ایک دکھ بھرا خطاب فرمایا۔اسکے ساتھ ساتھ آپکی نظر مستقبل کی صورتحال پر بھی تھی اور اس فیصلہ کے خطرناک نتائج کے بارہ میں پیشگوئی بھی فرمارہے تھے جن کی زد سے یہ حکومتیں بھی محفوظ نہیں رہیں گی جو آج فلسطین کے کھنڈرات پر یہودی حکومت کے قیام کے داعی اور اس کے لئے پرجوش ہیں۔چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس یومِ حزین کو اپنی پرشوکت اور گرجتی ہوئی آواز میں کہا:

تم یہ کہتے ہو کہ ہم اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے کہ فلسطین کا ایک حصہ لے کر اس میں یہودیوں کو بسا دیں کیونکہ ''انسانیت'' کا تقاضا ہے کہ ہم ان ''مظلوموں'' کے لئے کم ازکم ایسا کر دیں۔لیکن اگر یہ بات جو تم کہہ رہے ہو درست ہوتی تو تم ہماری تجاویز قبول کر لیتے اور ہر ملک ان بے وطن یہودیوں کے لئے اپنے دروازے کھول دیتا اور متعدد یہودیوں کو پناہ دے دیتا۔لیکن آپ سب نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔

آسٹریلیا ایک پورا براعظم ہونے کے باوجود کہتا ہے کہ ہمارا ملک تو بہت چھوٹا ہے اور نہایت گنجان آباد ہے۔کینیڈا کہتا ہے کہ ہماری زمین بھی بہت تھوڑی ہے اور ہماری زمین تو آبادی سے معمور ہے۔اور امریکہ اپنی عظیم انسانی اقدار اور اپنی وسیع وعریض اراضی اور بے شمار وسائل کے باوجود کہتا ہے کہ نہیں یہ تو کوئی مناسب حل نہیں ہے۔ ....مَیں نصیحت کرتا ہوں اور تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کل تمہیں دوستوں کی ضرورت پڑے گی۔ کل تمہیں مشرق وسطیٰ میں دوستوں کی ضرورت ہوگی۔ پھر تم خود ہی ان علاقوں کے لوگوں کو اپنا دشمن کیوں بنا رہے ہو۔ان ممالک میں اپنے فوائد کو خود اپنے ہاتھوں سے تباہ نہ کرو۔

انجینئرنگ کالج لاہور کے طلباء سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خطاب

(خالد سیف اللہ خان)

انجینیر نگ کالج (حال یونیورسٹی) لاہور کے طلباء کو یہ فخر حاصل ہے کہ 2۔اپریل 1951ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان میں رونق افروز ہوئے اور ایک بہت ہی پر معرفت خطاب سے نوازا۔ یہ تقریب تعلیم الاسلام کالج لاہور کے لان میں منعقد ہوئی تھی جو اس زمانہ میں لاہور میں ہوا کرتا تھا۔حضور ربوہ سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے جس سے فائدہ اٹھا کر حضور کے اعزاز میں دعوت دی گئی جو حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمالی۔ دعوت کے اہتمام و انصرام کے انچارج ہمارے زعیم خدام الاحمدیہ حلقہ انجینیر نگ کالج محترم فضل الرحمان صاحب (حال امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی) تھے۔اس دعوت میں حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ کے علاوہ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر ایس ڈی مظفر۔ایک احمدی پروفیسر بشیر احمد ملک صاحب۔

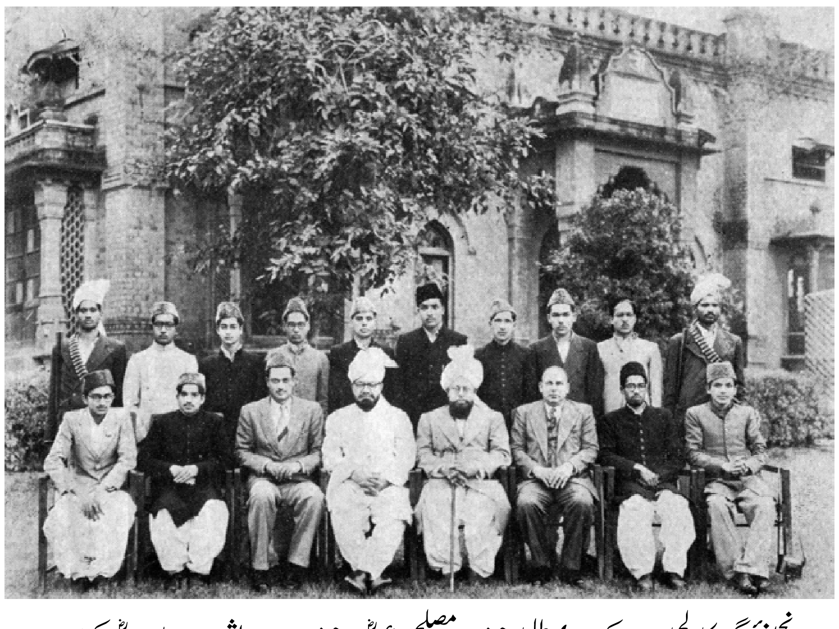

انجینئر نگ کالج لاہور کے احمدی طلباء حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ہمراہ

حضور کے دو باڈی گارڈز محترم خوشی محمد صاحب۔محترم محمد عالم صاحب اور انجینیر نگ کالج کے بارہ طلباء شریک ہوئے۔اس موقعہ پر ایک تصویر بھی لی گئی جو تاریخ احمدیت جلد چہارم کے صفحہ اول پر درج ہے ۔ تاریخ احمدیت میں تقریب کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے :

''طلباء انجینیر نگ کالج لاہور سے حضرت امیر المومنین کا پراثر خطاب :

2 ماہِ شہادت/اپریل کو بعد نماز عصر انجینیر نگ کالج لاہور کے احمدی نوجوانوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے اعزاز میں ایک دعوتِ عصرانہ دی ۔ یہ دعوت تعلیم الاسلام کالج کے احاطہ میں دی گئی جو اس دور میں لاہور ہی میں تھا۔حضرت مصلح موعودؓ نے اس موقعہ پر ایک پرمعارف لیکچر دیا۔حضور نے سورہ حشر (ممتحنہ غلطی سے لکھا گیا ہے ۔ ناقل) کے آخری رکوع کی آخری آیت کی روشنی میں جس میں خدا تعالیٰ کی صفتِ مصور کا ذکر ہے فن انجینئری کا ذکر فرمایا ۔ اس تقریب میں انجینئر نگ کالج کے پرنسپل (ڈاکٹر ایس ۔ ڈی مظفر مرحوم) اور پروفیسروں کے علاوہ اکابر سلسلہ میں سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ نے بھی شرکت فرمائی۔'' (تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 294)

تصویر میں حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ جو خدام نظر آتے ہیں ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے : (بیٹھے ہوئے دائیں طرف سے) کرنل (ر) سید محمد خیر البشر حال کینیڈا۔ فضل الرحمان خاں ۔ جنرل مینیجر P.I.D.C (ر) حال امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔ چوہدری محمد امجد مرحوم۔آپ نے نائجیریا میں ایک حادثے میں وفات پائی۔ چوہدری عبدالسمیع۔ مرحوم ڈائریکٹر (ر) نیپاک۔ آپ ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ (کھڑے ہوئے دائیں طرف سے) قریشی ظفر اقبال چیف انجنیر (ر) پی ڈبلیوڈی حال نائب امیر اسلام آباد ۔ چوہدری عبدالحمید مرحوم ریلوے انجنیر (ر)۔شیخ حمید احمد ظفر حال لاہور۔ چیف انجنئر واپڈا (ر) پسر حضرت محمد احمد مظہر صاحب مرحوم ۔کرنل (ر) رشید ملک ۔کرنل (ر) راجہ مجید اللہ حال راولپنڈی۔خاکسار خالد سیف اللہ۔ چیف انجنئر واپڈا (ر) حال نائب امیر آسٹریلیا۔بشیر احمد چوہدری لاہور۔محمود احمد چیمہ مرحوم چیف انجنئر واپڈا (ر) آپ ربوہ جلسہ پر جاتے ہوئے کار کے حادثہ میں شہید ہوگئے۔

تقریب کا کچھ مزید حال جیسا مجھے یاد پڑتا ہے حسب ذیل ہے :

کالج کے لان میں میزیں کرسیاں لگائی گئی تھیں حضورؓ کی ٹیبل بڑے سائز کی تھی جس کے اردگرد پروفیسر صاحبان بیٹھے تھے۔ زعیم صاحب کے ارشاد کے مطابق خاکسار نے حضور کی میز کے قریب کھڑے ہو کر سورۃ التّین کی تلاوت کی ۔ پھر حضور نے سورہ الحشر کی آخری آیت کے حوالہ سے انجینئروں کو مخاطب کر کے ایک بہت ہی پر معرفت تقریر ارشاد فرمائی ۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مادہ اور روح کا خالق اور مصور ہے جو چیز وہ پیدا کرنا چاہتا ہے اس کے بیج یا بنیادی ذرہ میں ایک ایسی تصویر یا نقشہ مخفی طور پر ودیعت کر دیتا ہے جس کے مطابق وہ چیز بتدریج اپنے دائرہء کمال کو پہنچتی ہے۔مصور خدا اس ذرہ میں ایک ایسی تصویر رکھ دیتا ہے جس میں وہ ہدایات درج ہوتی ہیں جس کے مطابق اس کی تعمیر ہوتی ہے ۔ ہر چیز کی صفات۔ اعضاء۔قویٰ۔تاثیرات حتیٰ کہ عمر کی حدتک اس نقشہ میں درج ہوتی ہے جو حالات کے مطابق وقت پر کھلتی چلی جاتی ہیں۔تم انجنیر بھی ایسے ہی کرتے ہو جو چیز بنانی چاہتے ہو پہلے اس کی ضروریات اور جس غرض کے لئے اسے بنانا ہے اس پر غور کر کے اس کا ڈیزائن سوچتے ہو۔ پھر اس کی ڈرائنگ بناتے ہو پھر اس کے مطابق اسے بناتے ہو۔تم اگر غور کرو تو تمہیں ہر چیز کی تخلیق میں یہی اصول کارفرما نظر آئے گا خواہ اس کا تعلق کسی بھی عالَم سے ہو۔ زمین وآسمان کی پیدائش ہو۔نباتات ہوں۔ حیوانات ہوں یا انسان کا اپنا وجود ہو۔ ہر چیز ایک حساب کتاب۔نقشہ یا تصویر کے مطابق وجود میں آتی ہے اور اپنی مقدر طبعی عمر گذار کر اپنی خداداد صفات سے محروم ہو کر فنا ہو جاتی ہے ۔حضور کی تقریر کا یہ وہ مفہوم تھا جو خاکسار نے اپنی یادداشت کے مطابق اپنے الفاظ میں درج کیا ہے۔

خاکسار تلاوت کرنے کے بعد بجائے کسی دوسری میز پر بیٹھنے کے حضور ہی کی میز کے ایک کونے پر ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا جس سے حضور کی تقریر اور مہمانوں کے ساتھ گفتگو سننے کا اچھا موقع ملا۔گفتگو کے دوران حضور نے دیگر باتوں کے علاوہ جماعت اسلامی کے پرتشدد نظریات پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا جو میرے لئے حیران کن تھا کیونکہ اس زمانہ میں یہ جماعت پاکستانی سیاست میں کوئی اہم مقام نہ رکھتی تھی ۔لیکن حضور تو سخت ذہین وفہیم تھے اور آپ کی نظر بہت دور اندیش تھی۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ اس جماعت کے بارہ میں حضور کے سارے اندیشے درست ثابت ہوئے۔ ہماری جماعت کی مخالفت میں یہ جماعت ہمیشہ منظّم طور پر پیش پیش رہی ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

صدسالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا جلسہ سالانہ

(رپورٹ:وسیم احمد ظفر ۔ مبلغ سلسلہ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے صدسالہ خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا 25 واں جلسہ سالانہ مورخہ 19 تا 21 دسمبر 2008ء منعقد ہوا۔ الحمدللہ یہ جلسہ سالانہ دارالحکومت آبی جان سے مشرق کی طرف تقریباً 210 کلو میٹر کے فاصلے پر موجود شہر ابینگرو (Abengourou) میں منعقد کیا گیا۔

ابینگرو وہ شہر ہے جہاں آئیوری کوسٹ میں سب سے پہلے احمدیت کا پودا لگا۔ یہاں اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو ایک خوبصورت اور بڑی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **بیت الامن** تجویز کیا۔ اس لئے خلافت جوبلی کے جلسہ پر اس مسجد کا افتتاح بھی کیا گیا۔ اس مسجد میں 600 سے زائد توحید پرست خدا تعالیٰ کی عبادت کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔

خلافت جوبلی کے اس بابرکت سال میں جلسہ سالانہ کی تیاری کا آغاز کئی ماہ پہلے سے ہی ہوگیا تھا۔ جلسہ کی انتظامی کمیٹی بنا دی گئی ۔ بڑے بڑے پوسٹر چھپوا کر شہروں اور دیہاتوں میں چسپاں کئے گئے ۔ اور دعوت نامے دیئے گئے۔

صدسالہ خلافت جوبلی جلسہ کے لئے ابینگرو شہر میں مسجد ''بیت الامن'' سے ملحقہ وسیع احاطہ کا انتخاب کیا گیا۔ اور اس ریجن کے خدام کی دن رات محنت، وقارعمل سے اس جگہ کو خوبصورت جلسہ گاہ میں تبدیل کیا گیا۔ اور ایک نہایت خوبصورت سٹیج تیار کیا گیا۔

آجکل آئیوری کوسٹ 5 سال کی خانہ جنگی کے بعد امن کے عمل سے گذر رہا ہے اس موقع پر مسجد کا نام بھی بہت سارے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے ۔ اس مسجد کی تعمیر میں خدام، اطفال انصار اور لجنہ نے بھرپور وقارعمل کیا اور تین ماہ کے مختصر عرصہ میں یہ خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی۔

اس جلسہ سالانہ کا آغاز اور اس مسجد کا افتتاح نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہوا اور مسجد کو بینرز اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور اس مسجد کو حقیقی معنوں میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں سے بھردے۔ آمین

اس تاریخی اور بابرکت جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے وفود کی آمد کا سلسلہ جلسہ سالانہ سے ایک ہفتہ قبل ہی شروع ہوگیا تھا احباب جماعت محبت اور بڑے جوش کے ساتھ اس جلسہ میں شرکت کے لئے آرہے تھے۔ یہ سلسلہ 19 دسمبر رات گئے تک جاری رہا۔

خلافت جوبلی جلسہ میں شرکت کے لئے بندوکو ریجن Bondoukou ریجن سے ایک بادشاہ سلامت اپنے وفد کے ہمراہ 18 دسمبر 2008ء کو پہنچ گئے ۔ اور تین دن تک جلسہ سالانہ میں شرکت کی ۔ ان کی باشاہت 90 دیہات تک پھیلی ہوئی ہے ۔ ان کو King of bodé (کنگ آف بودے) کہتے ہیں۔ اسی طرح ملک مالی (Mali) سے مکرم عمر معاذ صاحب اپنے وفد کے ساتھ جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔

19 دسمبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک

جلسہ کا آغاز خصوصی نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ ہی ''مسجد بیت الامن'' کا افتتاح عمل میں آیا۔ جو مکرم و محترم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے جمعہ کی نماز کے ساتھ کیا۔

اسی دن سہ پہر 4 بجے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی ۔ لوائے احمدیت مکرم امیر صاحب نے لہرایا۔ تو فضا لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے ورد سے گونج اٹھی۔ آئیوری کوسٹ کے پرچم کو صدر صاحب جماعت احمدیہ ابینگرو شہر مکرم باپینا ابوبکر Bapina Abou bakar نے لہرایا اور قومی ترانہ پڑھا گیا بعد میں مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

پہلے اجلاس کی کاروائی مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی ۔ تلاوت قرآن اور ترجمہ کے بعد نظم پڑھی گئی مکرم و محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں جلسہ سالانہ کی غرض وغایت بیان کی۔

افتتاحی تقریب میں King of Bodé بھی تشریف لائے ۔ اس کے بعد ایک تقریر ''آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین'' کے موضوع پر ہوئی ۔ اجتماعی دعا کے بعد آج کے دن کا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

20 دسمبر 2008ء بروز ہفتہ

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔

خلافت جوبلی جلسہ کے دوسرے اجلاس کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سے ہوا اس کے بعد نظم پڑھی گئی ۔ بعدازاں مکرم و محترم امیر صاحب نے ''اسلامی معاشرہ میں عورت کے کردار'' کے موضوع پر قرآن، حدیث اور فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء سے تفصیلی روشنی ڈالی۔

''خلافت، امن و اتحاد کا واحد ذریعہ ہے'' اس موضوع پر مکرم عبدالرشید انور مبلغ سلسلہ نے تقریر کی۔

دوسرے دن کے اجلاس میں ابینگرو شہر کی معزز اور بااثر حکومتی اور سول سوسائٹی کی شخصیات نے شرکت کی جن میں بادشاہ، چیفس اور آئمہ کرام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور اس تقریر کو بڑے انہماک سے سنا۔

نمائش جلسہ سالانہ کی روایات میں سے ہے امسال بھی خوبصورت نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ تصاویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جات افریقہ کی تصاویر، ہیومینٹی فرسٹ کے مختلف پراجیکٹس کی تصاویر، آئیوری کوسٹ کے مختلف جلسہ سالانہ کی تصاویر، احمدیہ مساجد کی تصاویر کے علاوہ قرآن کریم اور دیگر کتب مسیح موعود اور کتب سلسلہ کا مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی نمائش کے لئے رکھا گیا۔

شہر کی ان معزز شخصیات کو نمائش کا وزٹ کروایا گیا اور بانی سلسلہ اور خلفاء کے تعارف کے ساتھ ہیومینٹی فرسٹ کا تعارف کروایا گیا جماعت احمدیہ کی دینی اور سماجی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ان شخصیات نے جماعتی خدمات کو سراہا اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

20 دسمبر بروز ہفتہ خلافت جوبلی جلسہ کا تیسرا اجلاس تلاوت قرآن کریم و ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد ''آمد امام مہدی اور احمدی اور غیر احمدی میں فرق'' کے موضوع پر تقریر ہوئی ۔ بعد میں مکرم باسط احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے خلافت جوبلی کے سال جماعت احمدیہ نے ساری دنیا میں کیا پروگرام کئے اور اس سال کو کیسے منایا پر اپنی رپورٹ پیش کی۔

اتوار 21 دسمبر 2008ء

تیسرے اور آخری دن کا آغاز بھی حسب روایت نماز تہجد سے ہوا نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا جس کا موضوع نماز کی اہمیت تھا۔

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے 21 ؍دسمبر 2008 کی صبح ایک خلافت جوبلی امن مارچ منعقد کرنے کی توفیق ملی ۔ یہ مارچ صبح 7:30 بجے شروع ہوا اور شہر کی مصروف شاہراہوں سے گذرتا ہو 9 کلو میٹر کا سفر 3 گھنٹے میں طے کر کے دوبارہ جلسہ گاہ پہنچا۔ امن مارچ کا آغاز دُعا سے ہوا جو مکرم امیر صاحب نے کروائی امن مارچ کے دوران شرکاء نے مختلف بینرز اُٹھا رکھے تھے جن پر ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''، ''ہم احمدی امن کے سفیر ہیں'' اور ''احمدیہ صدسالہ خلافت جوبلی'' لکھا تھا امن مارچ کے دوران 5000 ہزار سے زائد جماعتی پمفلٹ تقسیم کیا گیا ۔ میگا فون کے ذریعہ نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر، احمدیت زندہ باد، حضرت محمد ﷺ اور لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ورد سے شہر کی فضا گونج اُٹھی۔ ایک ہزار مرد و زن پر مشتمل اس امن مارچ کو پولیس نے مکمل طور پر Escort کیا ہوا تھا۔ ایک کلومیٹر پر پھیلا ہوا یہ امن مارچ اس قدر منظّم تھا کہ پولیس اہلکار یہ بات کہنے پر مجبور تھے کہ آپ لوگ خود اس قدر منظّم ہیں کہ آپ کو ہماری ضرورت نہیں ہے ہم تو صرف رسمی کاروائی کر رہے تھے۔ اس امن مارچ کے بعد کثرت سے لوگ احمدیہ مشن ہاؤس سے رابطہ کر کے جماعت کے بارے میں معلومات لے رہے ہیں۔

اس دن کا دوسرا اجلاس تلاوت قرآن و ترجمہ سے شروع ہوا نظم کے بعد چندہ کی اہمیت پر تقریر ہوئی۔ ''اسلام اور شادی'' کے موضوع پر نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ نے اسلامی تعلیمات پیش کیں۔ نیشنل صدر خدام الاحمدیہ، صدر انصار اللہ اور صدر صاحبہ لجنہ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

جلسہ سالانہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مختلف ریجنز کے نومبائعین سٹیج پر آکر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گواہی دیتے اور بتاتے کہ مَیں احمدی کیوں ہوا۔ احمدیت کو کیسے پایا اور احمدی ہونے کے بعد کیا کیا تبدیلیاں ان کے اندر آئیں۔

ان میں سے ایک نومبائع مکرم وترا ابوبکر جو کہ ایک کالج کے پروفیسر ہیں ۔ انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے استخارہ کیا اور خدا تعالیٰ سے مدد چاہی کہ وہ مجھے سیدھے راستے پر چلائے ۔ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے خدا خود مجھے بتائے ۔ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد خواب میں مَیں نے دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کو دیکھو اور فیصلہ کرو وہ جماعت کے قریب ہوئے چند سوالوں کے مئوثر جواب ملنے پر فوراً احمدی ہوگئے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی تقریب کا آغاز: 21 دسمبر بروز اتوار 11:45 پر اختتامی اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے آیت استخلاف کی روشنی میں خلافت کی اہمیت اور برکات بیان کیں۔ اور دُعا کے ساتھ صدسالہ خلافت جوبلی جلسہ کا کامیاب اختتام ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

جلسہ میں شرکت کے لئے آنے والے قافلے جب واپسی کے لئے روانہ ہوئے تو نعرہ ہائے تکبیر اور لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ورد سے ایک بار پھر فضا گونج اُٹھی۔

میڈیا کوریج

جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کے لئے ملکی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر بھی پروگرام کئے گئے۔

نیشنل ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی جلسہ کے بارہ میں پروگرامز کئے گئے ۔ اس کے علاوہ ابینگرو شہر میں ایک پرائیویٹ ریڈیو پر جس کی رینج 100 کلومیٹر ہے ایک ہفتہ تک روزانہ 6 دفعہ جلسہ سالانہ کی پبلسٹی کی گئی ۔ اسی طرح 18 دسمبر بروز جمعرات کو اس ریڈیو نے جلسہ سالانہ کی اہمیت و غرض و غایت بیان کرنے کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت بالکل فری دیا۔ اور جلسہ سالانہ کے دوران اسی ریڈیو نے تمام پروگرامز اور مختلف انٹرویوز ریکارڈ کئے ۔ جو جلسہ کے بعد ریڈیو پر نشر کئے جائیں گے۔ انشاءاللہ

جلسہ سالانہ کی روایت کے مطابق اس جلسہ کے دوران بھی ایک بازار کا اہتمام کیا گیا جماعتی نظام کے تحت لگنے والے اس بازار میں خورونوش کی مختلف اشیاء رکھی گئی تھیں۔

بک سٹال

ہر سال کی طرح امسال بھی 25 ویں جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ کے موقع پر ایک بک سٹال کا اہتمام کیا گیا۔ جہاں جماعتی کتب و رسائل اور لٹریچر برائے فروخت رکھا گیا تھا اس کے علاوہ مختلف جماعتی تقریبات کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز بھی دستیاب تھیں۔

میڈیکل کیمپ

مجلس نصرت جہاں کے تحت کام کرنے والے احمدیہ کلینک نے جلسہ سالانہ کے دوران احباب کو میڈیکل کی سہولت فراہم کیں۔ احمدیہ کلینک کی یہ ٹیم 6 افراد پر مشتمل تھی اور سینکڑوں افراد کو طبی امداد اور دوائیں دی گئیں۔

حاضری

آئیوری کوسٹ میں سفر کی بہت زیادہ مشکلات اور آدھے سے زیادہ ملک پر باغیوں کا قبضہ ہونے کے باوجود صدسالہ خلافت جوبلی جلسہ کے لئے احباب جماعت میں بہت زیادہ جوش تھا۔ بعض احباب و خواتین 550 سے زیادہ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جلسہ سالانہ پر پہنچے۔ شدید مشکلات کے باوجود محض خدا تعالیٰ کے فضل سے 3500 سے زائد احباب و خواتین نے شرکت کی۔ الحمدللہ علی ذالک

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ جلسہ سالانہ کے تمام شاملین کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے نوازے اور اس جلسہ کو آئیوری کوسٹ اور خاص طور پر اس ریجن ابینگرو کے لئے عظیم الشان ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

صحت کی جانب راستہ

(رانا سعید احمد خان۔لندن)

قدرتی اشیاء(Natural Medicine) سے علاج اب معمول بن رہاہے۔ایک ادارے Oninion Research کے مطابق 73فیصد جرمن بیماریوں سے تحفظ اور بیماریوں کے علاج کی خاطر جڑی بوٹیوں(Natural Medicine) کا استعمال کر رہے ہیں۔ جبکہ آج سے تیس سال قبل یہ تعدادصرف پچاس تھی۔ لہذا ہمیشہ ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہاہے۔ یہ تخمینہ لفظی اور معنوی طور پر بھی درست ہے ۔چونکہ اب لوگ سپرے (Spray) کھانسی روکنے والی اور کیمائی بھرماروالی ادویات سے بالکل تنگ آ چکے ہیں ۔بہت سارے ایسے مجوزہ نسخے لوگ استعمال کر رہے ہیں جبکہ کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں بھلا دیا گیاہے۔جنہیں سردی لگنے یا Influenza اور چھوت والی بیماریوں کے علاج کی خاطر استعمال کیا جاتا تھا۔وہ نسخے نہ صرف زوداثر ہیں بلکہ بیماریوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں۔ ان نسخہ جات کے استعمال سے نہ صرف ہم موذی بیماریوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں بلکہ اکثر مریض یقینی طور پر Antibiotic اور دوسری کیمیائی ادویات سے بھی چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

سردی سے بچاؤ کی خاطر لوئیس پاؤلنگ کا نسخہ کسی کو 15 سے 20 گرام Ascorbic Acid روزانہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔عین اسی طرح جیسے ایک مشہور نوبل انعام یافتہ جناب لوئیس پاؤلنگ نے کیا اور اس نے 93 سال کی لمبی عمر پائی۔اس کے مطابق اگر دن میں تین بار 500 سے 1000 ملی گرم وٹامن سی استعمال کی جائے تو جن دنوں میں انفیکشن کا زور ہوتا ہے ان دنوں میں بھی ایسا شخص بیماری کے حملے سے محفوظ رہتا ہے۔ ہم پاؤلنگ صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے ایک ایسا عمدہ نسخہ تجویز کیا ہے جس سے آج تک ان گنت لوگ فائدہ اٹھا چکے ہیں۔اس طرح ہم بہت سے ایسے امراض مثال کے طور پر نزلہ، زکام اور سانس کی نالیوں میں انفیکشن سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں ۔ہمیں چاہئے کہ رات سونے کے وقت کے علاوہ اگر ہم ہر گھنٹے کے بعد وٹامن سی کی 1000 ملی گرام کی خوراک لیتے رہیں جب تک سردی کا اثر بالکل زائل نہ ہو جائے ۔اصولی طور پر وٹامن سی کے بھرپور استعمال سے ہم 24 سے 48 گھنٹے کے اندر اندر بیماری سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

دراصل وٹامن سی خون میں سرخ جرثوموں کی آکسیجن جذب کرنے کی طاقت کو بڑھا دیتی ہے جس کے نتیجہ میں خون میں سرخ جرثوموں کی قوت مدافعت اور مزید نشوونما بڑھ جاتی ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ Ascorbic Acid بھی ایک حد تک خطرناک زہروں کو اور Matabolism Products کو مزید نشوونما نہ پانے دیتی ہو۔مگر ہمیں اپنے معدہ میں تیزابی مادوں کی خاطر وٹامن سی کی مخصوص مقدار ضرور لینی چاہئے ۔ Calsium-Ascorbat ہمیں ہر دواخانہ اور کیمیادان(Chemists Shop) سے مل سکتی ہے۔

(ماخوذاز: Weg zur Gesundheit ماہ مارچ /اپریل 2003ء)

✡✡✡✡✡✡✡

چند مجرب روحانی نسخے

نسیان کے لئے:

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے نسیان کی بیماری کا غلبہ ہوگیا ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا:

”رَبِّ کُلُّ شَیْ ءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ“ پڑھا کرو‘۔اس پر خاکسار نے عمل کیا اور مجھے بہت فائدہ ہوا۔

(اصحاب احمد۔ جلد دہم ۔ صفحہ 250)

✡✡✡✡✡✡✡

نسخہ جات بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نسخہ مولد خون:

کشتہ فولاد کی سیاہ ٹکیاں انگریزی دکانوں سے ملتی ہیں ۔حسب ضرورت دو سے چار تک تین گھونٹ پانی میں گھول لیں اور رکھ دیں۔خود کھانا کھانا شروع کردیں۔ کھانا کھانے کے بعد اوپر سے فولاد حل شدہ پانی پی لیں۔ چند روز میں کثرت سے خون پیدا ہوکر چہرہ کا رنگ سرخ ہوجائے گا۔

نسخہ نزلہ زکام:

لعاب بہیدانہ گرمیوں میں بقدر ایک تولہ مصری سے میٹھا کر کے پلائیں ۔ اور سردیوں میں اسے قدرے گرم کر کے پلائیں۔مجرب ہے۔

(حیات قدسی ۔ حصہ چہارم ۔صفحہ117)

✡✡✡✡✡✡✡

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

مخالف مسلک کے جلسے میں پہنچا۔شک پر پکڑا گیا۔اس نے خود کو بلاسٹ کرنے کے لئے بٹن دبانے کی کوشش کی جو دب نہ سکا اور وہ خوف سے بیہوش ہو گیا۔اسے ہسپتال پہنچایا گیا ۔مؤثر نگرانی کے لئے دو نرسیں اس کے بستر کے دائیں بائیں کھڑی کر دی گئیں ۔کافی دیر بعد بمبار کو ہوش آیا، آنکھیں کھولیں تو سفید براق لباس میں دو لڑکیوں پر نظر پڑی۔ وہ سمجھا کہ وہ جنت میں ہے اور حوریں اس کے استقبال کے لئے آئی ہیں۔لیکن خلاف توقع صرف دو۔ وہ اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا اور پوچھا باقی کہاں ہیں؟ پڑھ کر مجھ اس لطیفے پر ہنسی آئی تھی پھر خود پر رونا آیا اور بہت آیا۔

اخبار اور ٹی وی پر چند ہفتے قبل ایک تصویری خبر تھی کہ فاٹا کے علاقہ میں فورسز نے مجاہدین نما دہشتگردوں کا ایک اڈہ مسمار کر کے ان کے سامان کی پڑتال کی تو وہاں فحش سی ڈیز، تاش کی گڈیاں اور شراب کی بوتلیں ملیں۔ اس کے علاوہ جو اسلحہ اور بارود ملا اس کی کوالٹی پاکستان آرمی کے زیر استعمال آرمز اور ایمونیشن سے بدرجہا بہتر تھی۔

ایک اور خبر جو کئی ماہ سے روزانہ سننے کو مل رہی ہے لڑکیوں کے سکولوں کو بموں سے اڑانے کی ہے۔اب تک مبینہ مجاہدین نے ایک سو اسّی (180) گرلز سکول بمبارڈ کرنے اور ایک لاکھ کے قریب بچیوں کو تعلیم سے محروم کرنے کے علاوہ آنحضورؐ کے حصول تعلیم کی بابت حکم سے نافرمانی کی سعادت حاصل کی ہے۔ حیرت اس امر پر ہر ذی شعور کو ضرور ہوگی کہ ان نام نہاد مجاہدین کے مذکورہ کارناموں کے خلاف کسی قابل ذکر اور بزعم خود عالم دین نے مذمتی بیان دیا نہ ہی معصوم و بےقصور انسانوں کے قتل پر دکھ کا رسمی اظہار کیا۔ جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس دہشتگردی میں ان کا ایما شامل ہوتا ہے۔ ایک اور بات غور طلب یہ ہے کہ مجاہدین مدرسوں کو ہاتھ نہیں لگاتے ۔صرف سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر بمباری کا فرض ادا کرتے ہیں۔کسی ملک، مذہب اور معاشرے میں تعلیمی ادارے کی تباہی ، بربادی اور مسماری کارِ خیر و ثواب نہیں جبکہ اسلام میں تعلیم و تحقیق پر اصرار ہے۔ اگر یہ شدت پسند مسلمان بچوں اور بچیوں کو تعلیم سے محروم اور جہالت میں غرق کرنے کا جہاد کرنے کے لئے برسرپیکار ہیں تو مقام فکر ہے کہ دینی رہنما کیوں اس پر آواز اٹھانے سے مسلسل گریزاں ہیں۔

مانئے یا نہ مانئے اس وقت پاکستان پر ہر طرف سے دہشتگری کا الزام اس شدت اور تواتر سے دھرایا جارہاہے گویا یہ ہر دو SYNONYM یعنی ہم معنی ہوں ۔جبکہ ملک کے لئے ایسے مذہبی گروہوں کا جن کا نام لے کر پاکستان کو بدنام کیا جارہاہے یہ اولین فرض بنتا ہے کہ وہ لفظاً ہی نہیں عملاً بھی اس دشنام کا ردّ کریں۔اصول اور قانون کے مطابق ثبوت لانے کا بار مدعی پر ہوتا ہے لیکن اس معاملے میں بات بہت آگے نکل چکی ہے کیونکہ الزام علیہ کمزور ہے اور مدعی خود ہی منصف ہے۔

پاکستان کے عوام کی شرح خواندگی حقیقی کچھ اور سرکاری کچھ ہونے کی وجہ سے متنازعہ ہے اسی طرح اکثریت جذباتی طور پر مذہبی ہونے کے باوجود علمی لحاظ سے مولوی صاحبان کے وعظ ہی سے فیض یافتہ ہونا کافی سمجھتی ہے۔نفاذ شریعت کی زبردست حامی لیکن غیر شرعی طرز عمل و طرز زندگی سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں۔ تلوار کے جہاد کے لئے ہمہ وقت تیار لیکن نفس اور معاشرتی برائیوں کے خلاف جنگ کے سلسلے میں تذبذب کا شکار ہے۔اس وقت دہشتگری کا یہ عالم ہے کہ مولوی صاحبان کے جاری کردہ جنت کے سرٹیفکیٹ ہولڈر چھاتی سے بم باندھ کر اپنے ساتھ سینکڑوں معصوموں کی جان لینا ثواب سمجھتے ہیں جبکہ علماء اس پر مذمتی بیان جاری کرنا بھی خلاف ثواب سمجھتے اور حصول علم کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں ۔اگر ایسا نہیں تو گزشتہ چند ماہ میں ایک سو اسّی گورنمنٹ اور پرائیویٹ سکول کس کے ایما پر سوات کے دہشتگردوں نے بموں سے اڑا دئے۔

کالم کی آخری سطریں تحریر کرنے کے دوران TV کی خبروں کی آواز میرے کانوں میں پڑی ہے کہ گمراہ مجاہدین نے پانچ مزید گرلز سکول سوات کے علاقے میں بموں سے اڑا دئے ہیں اور امریکہ کے نو منتخب صدر بارک اوباما نے حلف اٹھانے سے ایک دن پہلے اپنے ہاتھ سے ایک سکول کی دیواریں پینٹ کر کے محنت و عظمت اور تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کا عملی مظاہرہ کیا ہے۔خدایا میرے پاکستان کو دہشت نگری بننے سے بچا۔

✡✡✡✡✡

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

اعلان

(1) خاکسار ”دورِ درویشی اور درویش“ کا دوسرا حصہ مرتب کر رہا ہے۔قارئین سے التماس ہے کہ اگر اس ضمن میں کسی دوست کے علم میں واقعات، مشاہدات، تجربات، آپ بیتی یا جگ بیتی کے حوالہ سے ہوں تو مستند حوالوں کے ساتھ خاکسار کو ارسال کر دیں تا کہ انہیں بھی کتاب میں شامل کیا جا سکے۔

(2) اسی طرح حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور کے تعلق سے بھی خاکسار مواد جمع کر رہا ہے تا کہ ان درویشوں کی سوانح ”دور درویشی“ کے حوالہ سے مرتب کر سکے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ آپ اس سلسلہ میں اپنے خیالات و واقعات مشاہدات بھی خاکسار کو ارسال کریں۔عین نوازش ہوگی۔ خاکسار

برہان احمد ظفر

محلّہ احمدیہ۔قادیان۔ضلع گورداسپور۔پنجاب انڈیا143516

فون نمبر 009417202657

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,┘ 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/اپریل 2007ء میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی سیرۃ وسوانح تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؓ موضع سہالہ چوہدراں ضلع راولپنڈی میں 13/مارچ 1889ء کو پیدا ہوئے اور پرورش رعیہ ضلع سیالکوٹ میں ہوئی جہاں آپ کے والد حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ ہسپتال کے انچارج تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے 1901ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ نہایت متوکل، عابد، زاہد اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ حضرت امّ طاہر آپؓ ہی کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے پانچویں جماعت تک تعلیم نارووال مشن ہائی سکول میں حاصل کی اور 1903ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی چھٹی جماعت میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر 14 سال تھی۔ اُنہی دنوں آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اور پھر حضورؑ کے وصال تک حضورؑ کی پاک صحبت سے فیض پانے کا موقع ملا۔

آپؓ ہمیشہ انتظار میں رہتے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ باہر نکلیں تو آپؑ کی صحبت سے مستفید ہوں۔ چنانچہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن دس بجے کے قریب مدرسہ احمدیہ (جو اس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا) کے صحن میں کھڑا تھا کہ چھوٹی مسجد سے حضرت مسیح موعودؑ کی آواز آئی۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا ایک شخص امرتسر سے تحقیق کے لئے آیا ہوا ہے اور حضورؑ اس کی خاطر سے تشریف لائے ہیں اور پانچ چھ اَور آدمی وہاں جمع ہیں۔ اس نے سوال کیا کہ آپؑ کی بیعت یا صحبت سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضورؑ جوش کی حالت میں تقریر فرمانے لگے۔ دوران تقریر میں بہت ہی گونجتی ہوئی بلند آواز سے فرمایا کہ ایک بچہ جس نے ایک ہفتہ بھی میری صحبت میں گزارا ہے، وہ مشرق اور مغرب کے لوگوں کو شکست دے سکتا ہے اور اپنے اندر وہ تاثیر رکھتا ہے جو ان لوگوں میں نہیں۔ اس پر آپ کی آنکھیں سرخ تھیں اور حضور میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میری عمر اس وقت سترہ سال کی ہوگی۔ اس وقت اس مجلس میں میرے سوا اور کوئی بچہ نہ تھا اور اس وقت میں نے یہ دعا کی کہ الٰہی! حضور کے اس قول کا مَیں ہی مصداق بنوں۔ اس دعا کرنے کو میں نے اس لئے غنیمت سمجھا کہ میں نے سنا ہوا تھا کہ اولیاء اللہ کی نظر ایک منٹ میں وہ کچھ کرسکتی ہے کہ سینکڑوں سال کی محنت و اعمال نہیں کر سکتے اور میرا یہ یقین ہے کہ اس وقت جو مجھے مشرق و مغرب میں دعوت الی اللہ کی توفیق ملی اور بڑے سے بڑے عالم اور بڑے سے بڑے امیر نے میری باتوں کو سن کر میرے ہاتھوں کو چوما ہے، وہ محض مسیح موعود کی اس نظر کی برکت سے تھا۔

ایک بار آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو پنکھا کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ حضور اس وقت بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ کبڈی کھیلتے ہوئے آپؓ کے دائیں گھٹنے پر سخت چوٹ آ گئی تھی۔ حضورؑ نے میٹھے تیل اور کافور کی مالش کرنے کا ارشاد فرمایا اور آپ کی ٹانگ خدا کے فضل سے اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے ٹھیک ہوگئی۔

1908ء میں میٹرک کے بعد آپ اپنے والد صاحب کے منشاء کے مطابق ڈاکٹری تعلیم حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ لیکن 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے آپ سے فرمایا: ''جتنی انگریزی کی ہمیں ضرورت ہے اتنی آپ نے پڑھ لی ہے۔ اب نورالدین کی شاگردی اختیار کریں۔ جس راستے پر نورالدین چلائے گا اس میں آپ کے لئے کامیابی ہے''۔ چنانچہ حضورؓ کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے آپ حضورؓ کے قدموں میں حاضر ہو گئے اور قرآن مجید کے درس سے استفادہ کیا نیز حضورؓ سے اور حضورؓ کے ارشاد پر بعض علماء سے مختلف علوم حاصل کئے۔

جب حضرت مسیح موعودؑ نے مدرسہ احمدیہ قائم کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہائی سکول کے طلباء کو وقف زندگی کی تحریک فرمائی۔ حضرت شاہ صاحب نے وقف کی نیت کر کے اسی وقت سے دعائیں شروع کر دیں۔ پھر جب حضرت مسیح موعودؑ کے وصال پر آپؓ حضورؑ کی آخری زیارت کر کے کمرہ سے باہر نکلے تو حضرت مرزا محمود احمد صاحب نے فرمایا: ''میں نے حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ساری جماعت تجھے چھوڑ دے تو میں تیرے کام کی تکمیل کے لئے اپنی جان (قربان کرنے) سے دریغ نہ کروں گا''۔ آپؓ نے حضرت شاہ صاحبؓ سے بھی فرمایا کہ وہ بھی یہ عہد کریں۔ اس پر انہوں نے بھی یہ عہد کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر آپ 1913ء میں حصول تعلیم کے لئے مصر اور بعض دیگر عرب ممالک کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے دعا کے ساتھ الوداع کیا۔ آپؓ قاہرہ پہنچے لیکن زیادہ دیر تک وہاں قیام نہ کرسکے اور عربی کی تدریس کے لئے بیروت اور بعد ازاں حلب چلے گئے، جہاں اعلیٰ پایہ کے اساتذہ سے تحصیل علوم کی۔ یہ اساتذہ بلا معاوضہ آپؓ کو پڑھانے کی انتہائی خواہش رکھتے تھے کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ وہ مجھ میں خیر و برکت کو دیکھ رہے ہیں۔ بعدازاں آپؓ نے بیت المقدس میں امتحان دیا اور اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوئے۔ پھر صلاح الدین ایوبیہ کالج بیت المقدس میں بطور پروفیسر تاریخ الادیان مقرر ہوئے۔ جہاں انگریزی اور اردو مضامین کی تدریس بھی آپ کے سپرد ہوئی۔ فن تعلیم و تدریس میں وزارت تعلیم استنبول کی طرف سے منعقدہ امتحان میں آپ اول آئے اور آپ نے تمغہ مجیدی اور پچاس اشرفیاں انعام حاصل کیا اور شام کی یونیورسٹی سے وزیر تعلیم کے دستخط کے ساتھ سند حاصل کی۔ بعدازاں آپ سلطانیہ کالج کے وائس پرنسپل مقرر ہوئے اور علم النفس اور علم الاخلاق کے مضامین بھی آپ کو پڑھانے کا موقع ملا۔

حضرت شاہ صاحبؓ کے زمانہ قیام بیروت میں عثمانیہ حکومت ترکیہ، فلسطین، اردن، شام اور لبنان پر حکمران تھی۔ جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو آپؓ نے ترک حکومت کا ساتھ دیا اور انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ چنانچہ اکتوبر 1918ء کے آخر میں برٹش فوج آپؓ کو بطور جنگی اور سیاسی قیدی قاہرہ لے گئی جہاں سے مئی 1919ء میں آپؓ کو لاہور لایا گیا۔ یہاں سے حضرت مصلح موعودؓ کی کوششوں سے آپؓ کو آزادی ملی۔ پھر آپؓ کو نظارت امور عامہ کا کام سپرد کیا گیا۔ 1954ء تک سلسلہ احمدیہ کی مختلف نظارتوں پر فائز رہے۔ نیز آخری ایام تک سلسلہ کی خدمات بجالاتے رہے۔

1924ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ لندن تشریف لے گئے تو راستہ میں دمشق میں بھی آپؓ نے قیام فرمایا۔ وہاں کے ادیب علامہ عبدالقادر مغربی نے حضورؓ سے کہا کہ ہمارا ملک دین سے خوب واقف ہے، عربی ہماری زبان ہے، یہاں آپ کی دعوت الی اللہ بے اثر ثابت ہوگی۔ حضورؓ نے فرمایا کہ میں واپس جا کر پہلا کام یہ کروں گا کہ آپ کے ملک میں مربی بھجواؤں گا۔ چنانچہ حضورؓ نے 1925ء میں مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کو دمشق بھیجا اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کو آپ کے ساتھ یہ جائزہ لینے کے لئے بھیجا کہ بلاد عربیہ میں ہمیں کس رنگ میں تبلیغ کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپؓ نے وہاں چھ ماہ تک قیام کیا۔ ایک معزز خاندان میں وہاں آپؓ نے شادی بھی کی۔ آپ کے برادر نسبتی السید احمد فائق الساعاتی محکمہ پولیس میں ایک کلیدی عہدہ پر فائز تھے۔ دورانِ قیام آپؓ نے ''کشتی نوح'' کا ترجمہ کیا اور ایک کتاب بعنوان ''حیاۃ المسیح و وفاتہ'' بھی شائع کی۔ اور اسی طرح دینی امور کا جائزہ لینے کے بعد قادیان تشریف لائے۔

1931ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے کشمیری مسلمانوں کو حقوق دلانے کے لئے جدوجہد شروع فرمائی تو جن افراد کو کشمیر بھجوایا ان میں حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؓ بھی تھے۔ حضرت شاہ صاحب موصوف نے نہایت ہی کٹھن کام کئے اور دشوار گزار علاقوں میں پیدل سفر کر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کی۔ اسی اثناء میں کہ آپ کشمیر کے دور دراز علاقوں میں سفر پر تھے، کہ بیمار ہوئے اور پھر معجزانہ طور پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: ''میں راولپنڈی سے قادیان پہنچا۔ معلوم ہوا کہ پلورسی کا عارضہ ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ میرے معالج تھے اور میرے بھائی ڈاکٹر میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب ملتان میں تھے۔ انہیں مجھ سے بہت محبت تھی میری بیماری کا سن کر مع بیوی قادیان آئے۔ انہوں نے حالت دیکھ کر Lumbri Puncture کا علاج تجویز کیا۔ اس ذریعہ سے پھیپھڑوں کے پردہ سے پانی نکالا جارہا تھا کہ پچکاری کی سوئی جلد میں ٹوٹ گئی۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نئی سوئی شفاخانہ نور سے لے آئے۔ میں ان دنوں اپنے مکان دارالانوار میں تھا۔ جمعہ کا دن تھا، سوئی نکالی گئی اور کچھ پانی بھی نکلا۔ لیکن میری حالات دگرگوں ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو علم ہوا تو آپ مع خاندان تشریف لائے۔ حضرت اماں جانؓ، سیدہ امّ ناصر صاحبہؓ اور سیدہ ام طاہر صاحبہؓ دیکھ کر سخت رنج میں ڈوب گئیں۔ بھائی نے آبدیدہ ہوکر دیوار سے سہارا لیا۔ نبض کی حالت دیکھ کر مایوسی طاری تھی۔ اسی اثناء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک دوسرے کمرہ میں دعا کے لئے الگ ہو گئے۔ ادھر وہ دعا میں تھے، ادھر میں اپنے عزیز و اقرباء کو بے بسی میں دیکھ رہا تھا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ فضائے بالا سے فرشتوں کا اتار چڑھاؤ ہے۔ ان میں سے کسی نے میرے دل کو تھاما اور کسی نے پھیپھڑوں کو اور ایک نے شیشہ کا گلاس میرے سامنے پیش کیا۔ اس میں آب زلال تھا اور جلی حروف میں گلاس پر ''سلامٌ'' لکھا تھا۔ میں نے وہ پیا۔ یہ سب عین بیداری میں واقعہ ہوا جبکہ میں دوسروں کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو بحالت دعا مکاشفہ ہوا اور آپؓ کو تسلی دی گئی کہ فکر نہ کریں شاہ صاحب سلامت ہیں۔ حضورؓ نے ام طاہر صاحبہؓ سے اس کا ذکر کیا۔ اتنے میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ نے نبض دیکھی تو وہ بحالت صحیح چل رہی تھی اور میں روبصحت تھا۔ دو مختلف جگہوں میں دو مشاہدوں کا ایک ہی وقت میں مظاہرہ ہوا جو کن فیکون کی تخلیق کا نمونہ تھا جو اس زمانہ دہریت و کفر میں دکھایا گیا''۔

1947ء میں قیام پاکستان پر پولیس نے قادیان میں جن احمدیوں کو گرفتار کیا ان میں حضرت شاہ صاحبؓ بھی تھے۔ آپ 14 ستمبر کو نظر بند ہوئے اور کئی ماہ تک گورداسپور جالندھر کی جیل میں صبر آزما مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد اپریل 1948ء میں بین المملکتی معاہدہ کے مطابق پاکستان منتقل ہوئے اور رہا کر دیئے گے۔ آپؓ کی قید کے دوران حضرت مصلح موعودؓ نے خواب دیکھا کہ آپؓ حضورؓ کے پاس آکر بیٹھ گئے ہیں۔ صرف قمیص پہنی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر تک باتیں کیں اور پھر یہ نظارہ غائب ہو گیا۔ حضورؓ نے اس خواب کے متعلق فرمایا کہ جو شخص قید میں ہو اس کے رہا ہونے کی دو ہی تعبیریں ہوتی ہیں یا وفات یا پھر واقعہ میں رہا ہو جانا۔ گویا اس رؤیا کی ایک تعبیر تو اچھی ہے اور ایک منذر۔ دوستوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اس رؤیا کی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/جولائی 2007ء میں مکرم محمود الحسن صاحب کے قلم سے ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بہ فیض عشق ملی عمرِ لازوال مجھے
مٹا سکیں گے نہ اب روز و ماہ و سال مجھے
میں جانتا ہوں رگِ جاں سے بھی قریب ہے تو
نہیں ہے تجھ سے بچھڑنے کا احتمال مجھے
زمانہ جب کبھی ہوتا ہے درپئے آزار
سنبھال لیتا ہے آکر ترا خیال مجھے
کچھ اس سے ہوگا مرے دل کا بوجھ تو ہلکا
اثر نہ ہو بھی تو کرنے دو عرض حال مجھے

اچھی تعبیر ظاہر ہو۔

حضرت شاہ صاحبؓ کو تربیتی اور تنظیمی میدان میں سلسلہ کی گراں قدر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ آپؓ ناظر دعوۃ الی اللہ، ناظر تعلیم و تربیت، مبلغ بلاد عرب، ناظر تجارت، ناظر امور عامہ و امور خارجہ، قائمقام ناظر اعلیٰ اور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ بھی تعینات رہے۔ نیز بطور رکن نظارت تالیف وتصنیف بحیثیت مصنف ترجمہ وشرح بخاری کی بھی توفیق پائی۔

حضرت شاہ صاحبؓ نہایت عابد، دعاگو، صاحب رؤیا وکشوف اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے رؤیا وکشوف کے ذریعہ آپ کی رہنمائی کی اور بشارتوں سے نوازا۔ عربی زبان پر عبور رکھتے تھے۔ تقریر نہایت فصیح عربی میں ہوتی تھی اور انداز بیان بھی جوشیلا ہوتا تھا۔ بعض اہم کتب کے تراجم کئے جو آپ کی عربی دانی پر گواہ ہیں۔ قرآن مجید کے ساتھ آپ کا طبعی لگاؤ تھا اور جب آپ کسی آیت کی تفسیر فرماتے تو وجد آجاتا تھا۔ عربوں کے سامنے جب آپ قرآن مجید کی تفسیر فرماتے تو کوئی عرب ساتھی اور اساتذہ دریافت کرتے کہ آپ نے قرآن مجید کہاں سے پڑھا؟ تو آپؓ جواب دیتے کہ میں نے یہ تفسیر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے سیکھی ہے۔

کئی سال جلسہ سالانہ پر علمی تقاریر فرماتے رہے جن میں سے 23 کتابی صورت میں طبع ہوئیں۔ نیز اخبارات و رسائل میں جو مضامین اور تقاریر شائع ہوئیں، اُن کی تعداد 45 سے زائد ہے۔ آپؓ نے بخاری کے انیس اجزاء کی شرح اور ترجمہ مکمل کرلیا تھا لیکن بوقت وفات اظہار افسوس فرماتے کہ بخاری کا کام مکمل نہ ہوا۔

15اور16 مئی 1967ء کی درمیانی شب 78 سال کی عمر میں حضرت شاہ صاحبؓ کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنازہ کو کندھا دیا اور قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔

آپؓ نے اپنے پیچھے دولڑکے اور پانچ لڑکیاں چھوڑیں۔ آپؓ کی وفات سے پہلے آپؓ کی اہلیہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ آپؓ کے استقبال کے لئے حضرت مصلح موعودؓ تشریف لارہے ہیں اور یہ کہ نہایت عمدہ دروازے بنا کر لگوائے گئے ہیں۔

آپ کی وفات پر مکرم چودھری شبیر احمد صاحب نے جو نظم کہی، اُس میں سے انتخاب ملاحظہ کریں:

نازاں تیری زبان پہ تھی ام الالسنہ
عارف بنا گیا تجھے اک شوق بے پنہ
پروانۂ خلافتِ حقہ رہا مدام
تھے دین مصطفیٰ کیلئے تیرے صبح و شام
تو یادگارِ عہدِ مسیح الزمان تھا
فضل عمر کی بزم کا اک رازدان تھا
اے جانے والے جا تیرا فردوس ہو مقام
تجھ پر خدا کی رحمتیں اَفشاں رہیں مدام

حضرت میاں الٰہی بخش صاحبؓ مالیرکوٹلہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9/اپریل 2007 سے حضرت میاں الٰہی بخش صاحبؓ آف مالیرکوٹلہ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت میاں الٰہی بخش صاحب آف مالیرکوٹلہ فوج میں ملازم رہ چکے تھے اور حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ سے بطور اعانت ماہوار وظیفہ پاتے تھے۔ آخری عمر میں حج کی سعادت حاصل کی۔ واپسی پر قادیان آئے تو یہاں بیمار ہوگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ آپؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ فرماتے ہیں: ایک شخص ضعیف العمر اپنی موت سے چند روز پہلے اپنے وطن مالیرکوٹلہ جانے کی اجازت طلب کررہا تھا۔ آپ نے فرمایا اب تم ضعیف ہوگئے اور بیمار بھی ہو مت جاؤ، زندگی کا اعتبار نہیں۔ اُس نے کہا تُو خدا کا سچا نبی ہے...... میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور صدق سے تجھے خدا کا نبی مانا ہے۔ میں تیری نافرمانی اور حکم عدولی کو کفر سمجھتا ہوں۔ بار بار یہ کہتا تھا اور دایاں ہاتھ اٹھا کے اور انگلی سے آپؑ کی طرف اشارہ کر کے بڑے جوش سے کہتا تھا اور آپ اس کی باتوں کو سن کر ہنستے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ بس اب آرام کرو اور یہیں رہو، جانے کا نام مت لو، اس کی آنکھوں سے پانی جاری تھا یہ کہتا ہوا مہمان خانہ کو لَوٹا کہ اللہ کے نبی کا فرمانا بچشم منظور ہے۔

حضورؑ نے حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کے نام ایک مکتوب میں فرمایا: ’’آج میں میاں الٰہی بخش صاحب کو خود ملا تھا وہ بہت مضطرب تھے کہ کس طرح مجھ کو کوٹلہ میں پہنچایا جاوے اور کہتے تھے کہ کوٹلہ میں میری پنشن مقرر ہے، جولائی سے واجب الوصول ہوئی۔ میں نے اُن کے بیش اصرار پر تجویز کی تھی کہ ان کو ڈولی پر سوار کر کے اور ساتھ ایک آدمی کر کے پہنچایا جاوے۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ ایسا سخت بیمار جس کی زندگی کا اعتبار نہیں وہ بموجب قانون ریل والوں کے ریل میں سوار نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس وقت میں نے ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحبؓ کو ان کی طرف بھیجا ہے تا ملائمت سے ان کو سمجھاویں کہ ایسی بے اعتبار حالت میں ریل پر وہ سوار نہیں ہوسکتے اور بالفعل دو روپیہ ان کو بھیج دیے ہیں کہ اپنی ضروریات کیلئے خرچ کریں اور اگر میرے روبرو واقعہ وفات کا ان کو پیش آگیا تو میں انشاءاللہ القدیر اس قبرستان میں ان کو دفن کراؤں گا‘‘۔

اس خط لکھنے کے پانچ دن بعد یعنی 9/اپریل 1906ء کو آپ بعمر اسّی سال وفات پاگئے۔ حضورؑ نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے آپؓ دوسرے شخص تھے۔ آپؓ بڑے دیندار آدمی تھے اور اپنا مال و جان سب اللہ کی راہ میں قربان کرچکے تھے۔

رابندرناتھ ٹیگور

رابندرناتھ ٹیگور برصغیر کا ایک عظیم شاعر، ناول نگار، ڈرامہ نگار، مضمون نگار، موسیقار، مصور اور ماہر تعلیم تھا اور پہلا ایشیائی تھا جسے نوبیل انعام دیا گیا۔ روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/مئی 2007ء میں ٹیگور کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

ٹیگور 7/مئی 1861ء کو کلکتہ میں پیدا ہوا۔ وہ ذات کا برہمن اور ایک وسیع المشرب مذہبی شخص تھا۔ اس نے کوئی تعلیمی ڈگری حاصل نہیں کی تاہم خداداد صلاحیتوں کی بناپر گھر پر ہی بنگالی، سنسکرت اور انگریزی کی تعلیم حاصل کر کے مشہور قلمکار بن گیا۔ 1890ء میں اس کی نظموں کا پہلا مجموعہ ماناشی (Manashi) منظر عام پر آیا جس نے اُسے بنگالی کا صف اوّل کا شاعر بنادیا۔

1891ء میں اُس نے اپنے باپ کی وسیع و عریض جائیداد کا انتظام سنبھالا لیکن شاعری کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور اس کے کئی مجموعے منظرعام پر آئے۔

1901ء میں اس نے کلکتہ سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر Shanti Niketan نامی ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جہاں اس نے تعلیم وتدریس کے نئے طریقے متعارف کروائے۔ 1924ء میں یہ ادارہ وشوا بھارتی یونیورسٹی بنادیا گیا۔

1902ء سے 1907ء کے درمیانی عرصہ میں اس کی بیوی اور دو بچوں کے انتقال کے باعث اس کی شاعری میں حزن وملال دکھائی دینے لگا جس نے اس کی شہرت میں مزید اضافہ کیا۔ 1910ء میں اس کی بنگالی شاعری کا مجموعہ ’’گیتان جلی‘‘ شائع ہوا۔ جس کی تعریف وتوصیف نامور شعراء اور نقادوں نے کی۔ اسی کتاب پر 1913ء میں ٹیگور کو ادب کا نوبیل انعام ملا۔

1915ء میں حکومت برطانیہ نے اُسے سر کے خطاب سے نوازا جو اس نے 1919ء میں جلیانوالہ باغ کے سانحے کے بعد واپس کردیا۔ مگر چند سال بعد اسے یہ خطاب استعمال کرنے کی اجازت مل گئی۔ ٹیگور نے اگرچہ ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں بھرپور حصہ نہیں لیا مگر وہ سیاسیات سے لاتعلق بھی نہیں رہا۔ 1947ء میں بھارت آزاد ہوا تو ٹیگور کی ایک نظم بھارت کا قومی ترانہ قرار پائی۔ 25 برس بعد بنگلہ دیش نے بھی اُسی کی ایک نظم کو اپنے قومی ترانہ کے طور پر اپنایا۔ اسی طرح سری لنکا کا قومی ترانہ بھی ٹیگور ہی کی ایک نظم کو بنیاد بنا کر تحریر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیگور کو آفاقی شاعر کہا جاتا ہے۔

ٹیگور نے شاعری کے علاوہ بنگالی نثر کو بھی عروج تک پہنچایا اور اسے سنسکرت کے غلبہ سے نکال کر آسان اور عام فہم بنگالی میں لکھنے کا رواج ڈالا۔ اس نے بنگالی گیتوں کو بھی اپنی تحقیقی صلاحیتوں سے مالا مال کیا۔ اس نے بنگالی ادب میں مختصر کہانیوں اور تھیٹر میں اوپیرا کو متعارف کروایا۔ جس کے باعث ہندوستان کی لوک روایات اور کلاسیکی فنون کو ایک نیا جنم ملا۔

ٹیگور کو مصوری سے بھی شغف تھا۔ 1928ء میں 67 برس کی عمر میں اس نے مصوری کا باقاعدہ آغاز کیا اور 1930ء تک چارسو سے زیادہ تصویریں بنائیں جن کی نمائش فرانس، انگلستان، جرمنی اور روس میں ہوئی۔

ٹیگور نے 160 سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جن میں سے بیشتر دنیا کی متعدد زبانوں میں منتقل کی جاچکی ہیں۔

7/اگست 1941ء کو ٹیگور کے انتقال کے بعد اس کے گھر کو ایک میوزیم میں تبدیل کردیا گیا جہاں اس کی زندگی کے مختلف ادوار کی تصاویر، اس کی پینٹنگز، اس کے آخری خطوط، اس کی کتابیں اس کی روزمرہ استعمال کی اشیاء، نوبیل انعام میں ملنے والا تمغہ اور سند اور اس کے بارہ میں شائع ہونے والے مضامین اور کتابوں کو محفوظ کرلیا گیا ہے۔

حضرت چوہدری فتح دین صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 4/مئی 2007ء میں حضرت چودھری فتح دین صاحب ولد چوہدری محمد بخش صاحب قوم جٹ سکنہ بھوئیاں ضلع گجرات کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت چودھری فتح دین صاحبؓ قریباً 1872ء میں پیدا ہوئے اور 15/جون 1936ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؓ کی تاریخ بیعت 24/اپریل 1902ء ہے اور تاریخ وصیت 7/اکتوبر 1935ء ہے۔ وفات پر آپؓ کو امانتاً گاؤں میں ہی دفن کیا گیا اور بعد میں قطعہ صحابہ بہشتی مقبرہ قادیان میں منتقل کیا گیا۔

حضرت چوہدری صاحبؓ دو بھائی تھے۔ آپؓ نے تعلیم مکمل کر کے جلال پور جٹاں کے سرکاری اقبال ہائی سکول میں بطور استاد ملازمت کرلی۔ حکومت کی طرف سے تین سال کے لئے مشرقی افریقہ کے کسی ملک میں بطور ٹیچر بھی بھجوایا گیا۔ واپسی پر ہیڈ ماسٹر متعین ہوئے اور وہیں سے پنشن پائی۔ آپؓ کی پہلی بیوی سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا پیدا ہوئے۔ بیٹے کی پیدائش پر بیوی فوت ہوگئیں تو دوسری شادی کی جن سے 4 بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہوئے۔ یہ بیوی بھی بیٹے کی پیدائش پر فوت ہوگئیں۔

آپؓ گھوڑی پر سوار ہوکر جلال پور جٹاں کے سکول جاتے تھے۔ ایک دن سڑک پر سبز رنگ کا ایک کاغذ ملا۔ گھوڑی سے اُتر کر جب اس کو پڑھا تو وہ سبز اشتہار تھا۔ اس ٹکڑے سے پتہ چلا کہ امام مہدی کا ظہور قادیان میں ہوچکا ہے۔ بنیادی طور پر طبیعت میں نیکی تھی اس لئے تحقیق کی غرض سے فوراً قادیان جانے کا فیصلہ کیا۔ قادیان پہنچے تو ایک بوڑھا کھیت سے گھاس کاٹتا دکھائی دیا۔ اُس سے حضورؑ کی پہلی زندگی کے حالات دریافت کئے تو اُس نے بتایا کہ بچپن سے ہی نمازی بہت نیک اور پرہیز گار تھے، کبھی کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہیں سنا اور تنہائی پسند تھے۔ اب کچھ سالوں سے دماغ میں کوئی فتور ہوگیا ہے۔ اُس کی باتیں سُن کر آپؓ کے دل نے فیصلہ کرلیا کہ ابتدائی زندگی پاکیزہ گزارنے والا یہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ پھر ہر سال جلسہ سالانہ پر جاتے رہے۔ جب بچے بڑے ہوئے تو پھر اُنہیں آپؓ کے احمدی ہونے کا علم ہوا اور باری باری ان کو بھی جلسہ میں شمولیت کا موقع ملا۔ آپؓ کے بڑے بھائی کے دو بیٹوں کو خلافت ثانیہ میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10/جولائی 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم طارق محمود سدھو صاحب کی غزل سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

درد پیہم کی اسیری سے نکلنا چاہے
زیست اب کوئے مسرت سے گزرنا چاہے
اس کے ہونے سے ہے گلشن میں وفا کا موسم
اس کی خوشبو ہے کہ ہر سمت بکھرنا چاہے
عشق وہ آگ کہ بھاگے ہے خرد بھی جس سے
ایک یہ دل ہے کہ اس آگ میں جلنا چاہے
اس کی باتوں سے محبت کی حلاوت ٹپکے
اس کا ہر لفظ میرے جی میں اترنا چاہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
13th March 2009 – 19th March 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 13th March 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat & MTA News
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th May 1997.
02:05 From Our Kitchen to Yours: a culinary programme.
02:40 Dars-e-Malfoozat
03:00 MTA World News
03:15 An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 257, recorded on 14th July 1998.
04:20 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso.
05:45 Moshaairah: an evening of poetry
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor recorded on 24th January 2009.
08:05 Le Francais c'est Facile: lesson no. 40
08:30 Siraiki Service: a discussion programme hosted by Jamaluddin Shams.
09:15 Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Recorded on 4th August 1995.
10:20 Indonesian Service
11:20 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilawat & MTA News
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10 Dars-e-Hadith
14:25 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw)
15:55 Friday Sermon [R]
17:05 Spotlight: an interview with Abdus Sami Khan, former Head Teacher in Pakistan.
18:00 MTA World News
18:10 Le Francais c'est Facile: lesson no. 40 [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 American Museum of Natural History
23:00 Urdu Mulaqa'at: rec. on 4th August 1995 [R]

Saturday 14th March 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:35 Le Francais c'est Facile: lesson no. 40
02:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
03:00 MTA World News
03:15 Friday Sermon: rec. on 13th March 2009.
04:25 Spotlight
05:20 American Museum of Natural History
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Friday Sermon: recorded on 01/06/2007.
08:05 Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 8th July 1995, Part 2.
09:10 Friday Sermon: rec. on 13th March 2009.
10:10 Indonesian Service
11:10 French Service
11:45 Tilawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:05 Jamia Ahmadiyya UK Class
16:20 Friday Sermon: rec. on 01/06/2007 [R]
17:25 Ashab-e-Ahmad
18:00 MTA World News
18:10 Dars-e-Hadith
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:04 Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
22:15 Persecution: a programme about the persecution of Ahmadi Muslims in Pakistan
23:15 Friday Sermon [R]

Sunday 15th March 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat & MTA News
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th May 1997.
02:30 Moshaairah
03:10 MTA World News
03:20 Friday Sermon
04:25 Question and Answer Session
05:30 Attractions of Australia
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor. Recorded on 25th November 2007.
08:15 The Casa Loma: a guided tour around the Casa Loma in Toronto, Canada.
08:45 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 1st June 2007.
12:05 Tilawat & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
13:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 13th March 2009.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 25th November 2007.
16:10 The Casa Loma [R]
16:50 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:20 Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 16th March 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat & MTA News
00:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th May 1997.
02:05 Friday Sermon: rec. on 13th March 2009.
03:00 MTA World News
03:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st June 1996.
04:40 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor recorded on 2nd June 2007.
08:20 Le Francais c'est Facile
09:00 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 13th July 1997.
10:00 Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 23rd January 2009.
11:10 Spotlight: a speech delivered by Muhammad Hameed Kauser on the topic of 'The life and character of the Promised Messiah (as)' at Jalsa Salana Qadian 2006.
12:00 Tilawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 Medical Matters: a programme on the topic of plastic surgery.
14:15 Friday Sermon
15:00 Spotlight [R]
15:45 Children's Class [R]
16:50 French Mulaqa'at: Recorded on 13th July 1999 [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th May 1997.
20:35 MTA International News
21:10 Children's Class [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:15 Spotlight [R]

Tuesday 17th March 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:05 Le Francais C'est Facile
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th May 1997.
02:40 Medical Matters
03:05 MTA World News
03:25 Friday Sermon: Recorded on 14th March 2008.
04:15 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 13th July 1997.
05:20 Spotlight: a speech delivered by Muhammad Hameed Kauser on the topic of 'The life and character of the Promised Messiah (as)'.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th June 1996.
09:40 The Meaning of Life: a discussion programme hosted by Azhar Ahmad on the meaning of life from both Islamic and non-Islamic viewpoints.
10:10 Indonesian Service
11:10 Sindhi Service
12:15 Tilawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Khuddam Ijtema: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th May 2004.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:15 Question and Answer Session
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 13th March 2009.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:10 Khuddam Ijtema Germany 2004 [R]
23:10 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

Wednesday 18th March 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & MTA News
01:10 Learning Arabic: lesson no. 3.
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th July 1997.
02:30 MTA Travel: a visit to Pisa, Venice and Lake Como, Italy.
03:00 Question and Answer Session
04:25 The Meaning of Life
05:00 Khuddam Ijtema Germany 2004
06:05 Tilawat & MTA News
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 7th February 2009.
08:00 Kuch Yaadein, Kuch Baatein: a discussion programme about the life of Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
09:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th June 1996.
10:25 Indonesian Service
11:25 Swahili Muzakarah
12:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1985.
15:10 Jalsa Salana speeches: a speech delivered by Dr Iftikhar Ayaz on the topic of 'The Ahmadiyya Muslim Community'. Recorded on 30th July 2000.
15:50 Shamail-e-Nabwi: an Urdu programme about the life and character of the Holy Prophet (saw).
16:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
17:20 Question and Answer Session [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th July 1997.
20:30 MTA International News
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
22:15 Jalsa Salana Speeches [R]
22:45 Shamail-e-Nabwi [R]
23:10 From the Archives [R]

Thursday 19th March 2009

00:00 MTA World News
00:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Hamaari Kaenaat
02:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th July 1997.
03:00 MTA World News
03:15 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1985.
04:15 Attractions of Australia: a visit to Toowoomba Flower Carnival 2008.
05:30 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:30 The Path to Righteousness: An interview with Qudsia Ward about her path to Ahmadiyyat.
07:00 Jamia Ahmadiyya UK class with Huzoor, recorded on 8th February 2009.
08:10 English Mulaqa'at: recorded on 8th May 1994.
09:30 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
10:30 Indonesian Service
11:35 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:30 From Our Kitchen To Yours
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 15th July 1998.
15:10 Huzoor's Tours [R]
16:15 English Mulaqa'at [R]
17:25 The Path to Righteousness [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar
20:35 Moshaairah: an evening of poetry
21:30 Tarjamatul Qur'an Class: Rec. 15/07/1998 [R]
22:45 Jamia Ahmadiyya UK class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 06 March, 2009 | Issue No. 10

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد نے 21/جنوری 2009ء کی اشاعت کے ایک ہی صفحہ پر درج ذیل دو آرٹیکل درج کئے ہیں جس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان جس کے جہاد آزادی میں قائداعظم کے دوش بدوش برصغیر کی سب مذہبی جماعتوں سے بڑھ کر رول ادا کیا ہے آج کس طرح نام نہاد مسلمانوں کی دہشت گردی کے طوفانوں میں گھر چکاہے۔ مسیح الزماں کی مولا کے دربار میں عاجزانہ التجا ہے: ؎

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی اے مرے ناخدا
آیا ہے وقت خزاں اس قوم پر اندر بہار
قوم میں فسق وفجور ومعصیت کا زور ہے
چھارہاہے ابر یاس اور رات ہے تاریک وتار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

❁❁❁❁❁❁

بندوق اور بارُود کا راج اور جہاد کے نام پر فساد عظیم

(مُلّا فضل اللہ کی ہلاکو خانی شریعت)

(کالم نویس: جناب سہیل قلندر صاحب)

میرا نام سوات ہے ۔1969ء تک الگ ریاست تھا۔خوشحال وآباد تھا۔ میرے بچے یعنی سواتی خوش وخرم زندگی گزار رہے تھے ۔ والیان سوات میرے حکمران تھے۔ یہ صرف نام کے نہیں بلکہ کام کے بھی والی تھے۔ سواتیوں کو روزگار، تعلیم اور صحت کی سہولیات کی فراہمی کو یہ والی اپنا فرض عین سمجھتے تھے ۔ 69ء میں ریاست سوات پاکستان کا حصہ بنی ۔ دین سے لگاؤ، روایات کی پاسداری، اقدار کو مقدم رکھنا، مہمان نوازی کا جذبہ سواتیوں کا طرہ امتیاز تھا۔ ریاستی دور میں یہاں پر قانون کی اصل اور خالص حکمرانی تھی۔ مظلوم کو انصاف کے لئے ایڑیاں نہیں رگڑنا پڑتی تھیں۔ پاکستان کے ساتھ الحاق پر بھی مجھے خوشی ہوئی کہ کلمہ کے نام پر بننے والے ملک کے ساتھ میرا جوڑ مجھے ہمیشہ ٹوٹنے سے بچائے گا۔

میری ریاستی دور کا خاتمہ ہوئے آج چالیس برس بیت چکے ہیں ۔ان چالیس برسوں میں گزشتہ پندرہ سال مجھ پر بہت بھاری گزرے بالخصوص حالیہ دو سال۔ میرے سپوت سواتی اتنے نرم ونازک اور انسانیت کے دوست تھے کہ اپنا تو درکنار کسی اور کا خون دیکھ کر ان پر غشی طاری ہوجاتی لیکن قدرت نے ہمارے ساتھ آج کیا کھیل کھیلا کہ باپ کے سامنے بیٹے کو گولی ماری جارہی ہے ، چوراہوں اور سڑکوں پر کلمہ گو بے گناہ مسلمان ذبح کئے جارہے ہیں، پلوں اور سڑکوں کو تباہ کیا جارہاہے۔ مولانا فضل اللہ کی فسادی تحریک کے دوران گزشتہ پندرہ مہینوں میں دوسو سکولوں کو بموں سے اڑایا گیا یا آگ لگادی گئی۔ 62 سکول آٹھ ماہ سے بند ہیں۔ عملہ اور بچے خوف سے ان سکولوں کو جانہیں سکتے کیونکہ یہ سکول ان علاقوں میں واقع ہیں جن میں فسادیوں، دہشت گردوں اور قصائیوں کا راج ہے۔ اب توظلم کی انتہاء ہورہی ہے۔ گزشتہ روز مینگورہ شہر کے آس پاس ایسے چھ سکول تباہ کردئے گئے جو ریاستی دور میں تعمیر کئے گئے تھے اور افسوس یہ ہے کہ تباہی، تخریب کاری اور دہشت گردی کی یہ چوٹ مجھے دوران کرفیو لگائی جارہی ہے۔ جس کا مَیں اس کے سوا کیا مطلب لوں کہ کرفیو کے دوران پتھر باندھ اور ’’کتے‘‘ کھلے چھوڑ دئے جاتے ہیں جن کو مارنے والا کوئی نہیں، مجھے خود بھی نہیں معلوم کہ کس جرم کی سزا بھگت رہا ہوں۔ سندھ، پنجاب، اسلام آباد اور صوبہ سرحد کے گرمی کے ستائے ہوئے لوگوں کے لئے میرا سینہ تو کھلا ہی رہتا تھا لیکن گرمیوں میں تو گورے بھی میری جنت نظیر وادیاں دیکھنے آتے تھے۔ میرے بچے سڑکوں کے کنارے کھڑے ہوکر ہر اس گاڑی میں بیٹھے مہمان کو پھول پیش کرتے جو باہر کی دکھائی دیتی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ گردوغبار یا دھول سے اٹے ان کی گاڑیوں کے شیشے بھی اپنے نرم وملائم ہاتھوں سے صاف کیا کرتے تھے۔ لیکن آج مَیں دین اور شریعت کے نام پر فساد اور تخریب برپا کرنے والوں کے ہاتھوں آخری سسکیاں لے رہا ہوں، اپنے بچوں کو ہنستے کھیلتے دیکھنے کے لئے موسم گرما میں سوات آنے والے سندھ، پنجاب، اسلام آباد اور سرحد کے میرے مہمانوں کو آج میرے دریاؤں، چشموں، حسن، ٹھنڈ اور شادابی یاد بھی ہے کہ نہیں ۔ مینگورہ سے کالام تک مہمانوں کے لئے آٹھ سو کے لگ بھگ ہوٹل تھے جو آج فسادیوں کے ہاتھوں بند ہیں۔ جن سے وابستہ ہزاروں افراد بے روزگارہ ہوچکے ہیں ۔ ہوٹل مالکان کا سرمایہ ڈوبنے کو ہے۔ سیاحت دم توڑ چکی ہے ۔ بالائی علاقوں میں اشیائے خورونوش ناپید یا ان کی قیمتیں کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ عوام چوراہوں میں کوڑے برسانے والے مناظر دیکھ کر ذہنی مریض بنتے جارہے ہیں۔ فضل اللہ نے شریعت کے نام پر اودھم مچا کر ہنستے بستے گھرانوں کو اجاڑ کر رکھ دیا اور یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ لوگ سرکاری ملازمتیں چھوڑ رہے ہیں ۔سوات کے سیاسی خاندانوں اور کارکنوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا گیاہے۔ فصلوں اور باغات کی رکھوالی کرنے والا کوئی نہیں ۔ بندوق اور بارود کا راج ہے اور یہ سفاک درندگی سے لبریز اور قاتل راج دن بدن توانا ہوتا جارہاہے۔ لیکن مولانا فضل اللہ اور اس کا فسادی ٹولہ سکولوں کو تباہ کرکے اسلام، شریعت، روایات اور اقدار کا جنازہ نکال رہاہے۔ لیکن قرآن میں ارشاد ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت شدید ہے‘‘۔ پکڑ میں کون آئے گا؟ یہاں کے مظلوم باسی جو مزید سانسوں کو جرم تصور کرنے لگے ہیں یا جن کے گلے کاٹ دئے گئے ہیں یا جن کے لئے اپنے گھروں کو جانا ناممکن بنادیا گیا ہے۔ اور یا وہ بچے اور بچیاں اپنے سکولوں کے تباہ شدہ ملبے کو دیکھ کر جن کی گھگھی بندھ رہی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پکڑ میں وہ آئیں گے جو دین کو بدنام کررہے ہیں جن کی وجہ سے شریعت اور جہاد کو آج معتوب سمجھا جارہاہے۔

’’ہے کہاں روز مکافات اے خدائے داردگیر‘‘۔

ریاست سوات کے دور سے لے کر 1994ء تک ضلع سوات ایک پُرامن اور خوشحال ضلع تھا۔ یہاں کی سیاست رواداری پر مبنی تھی ۔ بندوق اور جبر کے نظام کا تصور تک نہ تھا۔ مولانا صوفی محمد تحریک نفاذ شریعت محمدی کا جھنڈا اٹھائے سوات میں دراندازی کرگیا۔ 1994ء میں بھی سوات میں خون خرابہ ہوا۔ پھر مذاکرات ہوئے اس وقت شیرپاؤ حکومت نے صوفی محمد کا مطالبہ مان لیا۔ قاضی عدالتوں نے اپنا کام شروع کیا۔ ایم ایم اے کی حکومت میں مولانا فضل اللہ کو پھر نفاذ شریعت یاد آیا۔ اس تحریک کی آڑ میں سوات، وزیرستان اور کالعدم تنظیموں سے وابستہ بندوق برداروں کا مسکن بن گیا۔ سوات کے سادہ لوح عوام مولانا فضل اللہ کو نجات دہندہ تصور کرتے ہوئے اس پر واری ہورہے تھے۔ فضل اللہ کے مرکز امام ڈھیری میں کرنسی اور زیورات کے عطیات ڈھیروں ڈھیر راقم نے خود بھی دیکھے تھے۔ جس کا صلہ فضل اللہ گروپ نے آج سوات کو بم اور بارود کی صورت میں دیا ہے ۔ مولانا فضل اللہ دیر کے ایک مدرسے میں دوسرے ہی سال دینی تعلیم چھوڑ کر فرار ہوا تھا۔ آج کل اس کا ایک ساتھی شاہ دوران ایف ایم ریڈیو پر ہررات تقریر کرتا ہے اس کی ایک دن کی دینی تعلیم بھی نہیں ۔ چھولے فروش تھا۔ آج ایف ایم ریڈیو پر وعظ وتلقین کم اور گالیاں زیادہ بکتاہے۔ مولانا فضل اللہ گروپ کا ترجمان مسلم خان بچوں اور بچیوں کے تعلیمی اداروں کو بم سے اڑانے کی ذمہ داری تو قبول کرتا ہے۔ لیکن خود جہانزیب کالج کا پڑھا ہوا ہے اور اس کے بچے یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ فضل اللہ گروپ کو فخر ہے کہ ان کے پاس پیوچار (سوات کا ایک علاقہ) میں خودکشوں کا ایک دستہ ہے، کئی خودکش حملوں کی یہ گروپ ذمہ داری قبول کرچکا ہے لیکن خودکش حملے کرنے والے کسی اور کے بچے تھے، فضل اللہ، شاہ دوران، مسلم خان یا سراج الدین کو شوق شہادت عزیز ہے تو پرائے بچوں کو ’’جنت‘‘ بھجوانے کا سلسلہ اب تک بہت چلا چکے خود یا اپنے بچوں کو خودکش جیکٹس پہنا کر جنت کی آرزو پوری کیوں نہیں کرتے؟

مجھے بہت سارے دوستوں اور قارئین نے سوات پر میرے کئی کالموں کے بعد مشورہ دیا کہ ’’فسادیوں‘‘ کو فسادی نہ لکھیں، لکھنے میں احتیاط کریں، یہ بڑے بے رحم ہیں وغیرہ وغیرہ۔ کبھی کبھار مَیں بھی ان مشوروں سے متاثر ہوجاتا لیکن کیا ایسے لوگوں کے خلاف لکھنا نہیں چاہئے جو سکولوں کے اندر دیواروں پر لکھی گئی آیات قرآنی تک کو بموں سے اڑاتے ہیں ۔کلرک، سپاہی اور سرکاری ملازموں کو ذبح کرتے ہیں۔ باپ کے سامنے بیٹوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کرتے ہیں۔ اور اپنے خرچے چلانے کے لئے لوگوں کو اغوا کر کے تاوان وصول کرتے ہیں ۔اخبار نویسوں کی حیثیت سے مَیں جو بھی لکھ رہا ہوں اپنا فریضہ سمجھتا ہوں۔ آج ایک شہری کی حیثیت سے اپیل کرتا ہوں کہ اسلام ،شریعت اور جہاد کو بدنام کرنے والوں کے خلاف ہر اہل قلم اپنا کردار ادا کرے۔ ساتھ ہی سوات میں موجود آپریشنل فورسز سے درخواست ہے کہ پندرہ مہینے گزر گئے۔ بہت ہو چکا۔ سواتیوں کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں فضل اللہ کے ساتھ نہیں۔ سوات میں جاری آپریشن کو ازسرنو ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ جو نتیجہ خیز ثابت ہو سکے ۔ پندرہ مہینے میں ایسے نو افراد کو نہیں مارا جاسکا جنہوں نے سوات کو انگاروادی بنا دیا ہے ۔ کیوں آپریشنل فورسز اور حکومتیں اپنے متعلق سوالات اٹھانے کا موقع دے رہی ہیں ۔ سوات کی صورتحال مزید مصلحت کی متحمل نہیں ہوسکتی ورنہ پھر آخری مصلحت کے طور پر سوات کی چابی مولانا فضل اللہ کے حوالے کی جائے تا کہ ہماری حکومتیں اور اداروں کی ذمہ داری تو ختم ہو اور سوات والیان سوات کے بعد والئی فساد کی ریاست بن جائے۔ کیا ہوگا؟ خون بہے گا، دھماکے ہوں گے، لاشیں گریں گی۔ سکول ملبے کے ڈھیر بنیں گے ۔ فضل اللہ کا مخالف سوات سے بے دخل ہو گا اور فسادیوں کا راج ہوگا۔ کیا یہ سارے کام اب نہیں ہو رہے ہیں؟

❁❁❁❁❁❁

مُلّاں کے جاری کردہ جنت کے ٹکٹ چھاتی سے باندھ کر معصوم مسلمانوں پر بمباری

(کالم نویس: حمید احمد صاحب سیٹھی)

کچھ عرصہ قبل میرے موبائل فون پر بطور میسیج ایک تکلیف دہ لطیفہ آیا کہ ایک نوجوان خودکش بمبار جسے شہادت پر حوروں کی مصاحبت کی نوید دی گئی تھی اپنے

باقی صفحہ نمبر12پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد